بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 21

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50پاؤنڈیا
80ڈالرامریکن
یا 60یورو

www.akhbarbadr.in

14ذوالقعدہ 1445 ہجری قمری ● 23ہجرت 1403 ہجری شمسی ● 23مئی 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ
وَالۡاَرۡضِ ؕ یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ ؕ
وَمَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ
مِنۡ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیۡرٍ ﴿۱۱۶﴾

(سورۃ توبہ، آیت116)

ترجمہ: یقیناً اللہ ہی ہے جس کی آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا بھی ہے اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی دوست اور مددگار نہیں۔

مہدی کی نسبت سب حدیثوں میں یہی ہے کہ وہ آتے ہی خونریزی کریگا اور خلق خدا کے خون سے روئے زمین کو رنگین کریگا

خدا جانے ان لوگوں کو جوان احادیث کے وضّاع تھے، سفّا کی کی کس قدر پیاس اور خلق خدا کی جان لینے کی کتنی بھوک تھی

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

میں آج کنز العمال کو دیکھ رہا تھا۔ مہدی اور دجّال کی نسبت 85 حدیثیں اس میں جمع کی گئی ہیں۔ سب حدیثوں میں یہی ہے کہ وہ آتے ہی یوں خونریزی کریگا اور یوں خلق خدا کے خون سے روئے زمین کو رنگین کریگا۔ خدا جانے ان لوگوں کو جوان احادیث کے وضّاع تھے، سفّا کی کی کس قدر پیاس اور خلق خدا کی جان لینے کی کتنی بھوک تھی اور اسوقت عقلیں کس قدر موٹی اور سطحی ہو گئیں تھیں۔ یہ بات انکی سمجھ ہی میں نہ آئی کہ اصول تبلیغ اور ماموریت کے قطعاً خلاف ہے کہ کوئی مامور آتے ہی بلا اتمام حجت کے تیغ زنی شروع کردے۔ تعجب کی بات ہے کہ ایک طرف تو آخری زمانہ کو حضرت خیر الانام رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے اتنا دور قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ جتنا بُعد زمانہ نبوت سے ہوگا، اتنی ہی غفلت اور کسل اور اعراض عَنِ اللہ کا مرض شدید ہوگا۔ بایں ہمہ آخری زمانہ کا مصلح اور مامور ایسا شخص قرار دیا ہے جو آتے ہی تلوار سے کام لے اور اتمام حجت کا ایک لفظ بھی منہ پر نہ لاوے۔ وہ مصلح کیا ہوا، وہ خونریز مفسد ہوا۔

افسوس آتا ہے کہ اس قدر تناقضات کا مجموعہ وہ حدیثیں ہیں کہ اس سے زیادہ ہفوات اور لغویات میں بھی تناقض ممکن نہیں، مگر ان لوگوں کی دانشیں ان کی بیہودگی کی تہ تک نہ جاسکیں۔

فرمایا: میں ان حدیثوں کو پڑھ کر کانپ اٹھا اور دل میں گزرا اور بڑے درد کے ساتھ گزرا کہ اگر اب خدا تعالیٰ خبر نہ لیتا اور یہ سلسلہ قائم نہ کرتا، جس نے اصل حقیقت سے خبر دینے کا ذمہ اٹھایا ہے تو یہ مجموعہ حدیثوں کا اور تھوڑے عرصہ کے بعد بے شمار مخلوق کو مرتد کر دیتا۔ ان حدیثوں نے تو اسلام کی بیخ کنی اور خطرناک ارتداد کی بنیاد رکھ دی ہوئی ہے۔ جبکہ حدیثیں یونہی نامراد رہتیں اور ان کی بے بنیاد پیش گوئیاں جو محض دروغ بے فروغ اور باطل افسانے ہیں اور کچھ مدت کے بعد آنے والی نسلوں کے سامنے اسی طرح نامراد پیش ہوتیں تو صاف شک پڑ جاتا کہ اسلام بھی اور جھوٹے مہا بھارتی مذہبوں کی طرح نرا کتھوں پر مبنی اور بے سروپا مذہب ہے۔

اور آئندہ نسلیں سخت ہنسی اور استہزاء سے اس بات کے کہنے کا بڑی دلیری سے موقع پاتیں کہ دجّال کو خدا بنانے والا! اور خدا کی صفات کاملہ مستجمعہ سے پورا حصہ دینے والا مذہب بھی کبھی مذہب حق اور مذہب توحید کہلانے کا استحقاق رکھ سکتا ہے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 7، ایڈیشن 2018 مطبوعہ قادیان)

صحابہ کرامؓ نے اللہ تعالیٰ کے نام کو روشن کرنے کیلئے اپنے جذبات کی انتہائی قربانی کی یہاں تک کہ اُن میں سے ہر شخص زندہ ابراہیمؑ بن گیا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوتِ قدسیہ سے آپ کی روحانی اولاد میں ہزاروں ابراہیم پیدا ہوئے جنہوں نے دنیا کے سامنے پھر وہی نظارہ پیش کر دیا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیش کیا تھا

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحج کی آیت 27 وَاِذۡ بَوَّاۡنَا لِاِبۡرٰہِیۡمَ مَکَانَ الۡبَیۡتِ اَنۡ لَّا تُشۡرِکۡ بِیۡ شَیۡئًا وَّطَہِّرۡ بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَالۡقَآئِمِیۡنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

پس اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اُن میں خرابیاں پیدا ہوئیں مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن میں صفائی پیدا کی تو انہی میں ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ پیدا ہوئے بلکہ اور ہزاروں لوگ پیدا ہوئے۔ اُن میں طلحہؓ جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ اُن میں زبیرؓ جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ اُن میں عبدالرحمنؓ بن عوف جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ اُن میں ابوعبیدہؓ جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ اُن میں سعدؓ اور سعیدؓ جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ اُن میں عثمانؓ بن مظعون جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کو روشن کرنے کیلئے اپنے جذبات کی انتہائی قربانی کی یہاں تک کہ اُن میں سے ہر شخص زندہ ابراہیمؑ بن گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے تھے مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ آپ ابوابراہیمؑ بھی تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ سے آپ کی روحانی اولاد میں ہزاروں ابراہیم پیدا ہوئے جنہوں نے دنیا کے سامنے پھر وہی نظارہ پیش کر دیا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیش کیا تھا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو مکّہ میں بھیجا تو درحقیقت یہ تیاری تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی۔ خدا تعالیٰ نے انہیں کہا کہ تم ہمارا گھر تیار کرو کیونکہ ہمارا محبوب اور ہمارا آخری شرعی رسول دنیا میں نازل ہونے والا ہے۔ تم آج سے ہی ہمارے محبوب کی آمد کی تیاری میں مشغول ہو جاؤ اور آج سے ہی ایسی اولاد پیدا کرو جو میرے محبوب کو ابوبکرؓ دے، جو میرے محبوب کو عمرؓ دے، جو میرے محبوب کو عثمانؓ دے، جو میرے محبوب کو علیؓ دے، جو میرے محبوب کو طلحہؓ زبیرؓ، حمزہؓ اور عباسؓ دے اور اسی طرح کے اور سینکڑوں صحابہؓ اُسکے حضور بطور نذر پیش کرے۔ یہی مفہوم تھا طَہِّرۡ بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَالۡقَآئِمِیۡنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ کا۔ ورنہ ظاہری معنوں میں تو مکّہ والوں نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد دین کا کوئی اچھا نمونہ نہیں دکھایا ہاں چونکہ اس پیشگوئی کا ظہور رسول کریم صلی اللہ علیہ السلام کے زمانے سے شروع ہونا تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکّہ میں لا کے رکھا تا کہ وہ ایسی اولاد تیار کریں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت کرے اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے جلال کے اظہار کیلئے وقف کردے۔ ☆☆☆

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 27، ایڈیشن 2010، قادیان)

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 17 مئی 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بریرہؓ کے لئے صدقہ اور ہمارے لئے تحفہ

(2576) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا اور کہا گیا کہ بریرہؓ کو صدقہ دیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ۔

(بخاری جلد 4 کتاب الھبہ)

تشریح: حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ شاہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ کرامؓ کے تعامل سے ظاہر ہے کہ سب رشتے اخوت و مساوات کی لڑی میں پروئے ہوئے اور ایک دوسرے سے بے تکلف تھے۔ نسل و رنگ، حسب و نسب، ملک و پیشہ اور قومیت کے فرق ان کے درمیان حائل نہ تھے۔ مذکورہ بالا باب کی چھ روایات سے اسلامی مساوات کی کیفیت بالکل نمایاں ہے اور اس کا نیک اثر معاشرہ اسلامیہ میں اب تک باقی ہے۔ قطع نظر اس سے کہ مسلمانوں کی بود و باش اجنبی ممالک میں ہو یا وہ اپنے آبائی وطن میں ہوں، مرورِ زمانہ سے متغیر اور غیر قوموں کے تمدن سے متاثر ہونے کے باوجود اسلامی تعلیم اور اسوۂ نبوی کا نیک اثر ان میں کم و بیش اب تک پایا جاتا ہے۔

......☆......☆......☆......

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور 26/اپریل 2024 (مکمل متن)
خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور 03/مئی 2024 (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
حضور انور کے بصیرت افروز جوابات
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
مجلس خدام الاحمدیہ Maryland امریکہ کی حضور انور سے ملاقات
جنازہ حاضر و غائب، وصایا، پیغام حضور انور ایدہ اللہ
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

آپ کو صرف اس بات پر ہی خوش نہیں ہو جانا چاہیے کہ آپ نے مسیح اور مہدیؑ کو مان لیا ہے بلکہ ہر وقت آپ کی توجہ اس بات پر ہونی چاہیے کہ آپ اپنی بیعت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں

شرائط بیعت آپ کی زندگی کی راہنما ہونی چاہئیں

اگر آپ بار بار اپنا جائزہ لیں اور اپنے روزمرہ کاموں کو بہتر بناتے ہوئے خود کو ان شرائط کے مطابق ڈھال لیں تو آپ ایک مزید بہتر احمدی بن سکتے ہیں اور دنیا میں حقیقی روحانی تبدیلی پیدا کر سکتے ہیں

آپ کو mta دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خانہ اور خاص طور پر بچوں کو بھی اس کی ترغیب دینی چاہئے، آپ کو خاص طور پر میرے خطبے اور دوسرے مواقع پر کیے گئے خطابات کو سننا چاہئے، یہ کام آپ کا خلافت سے مستقل رابطہ قائم کرے گا اور آپ کے ایمان کو مضبوط کرے گا

تبلیغ ہر احمدی مسلمان کا فرض ہے

آپ کو گردونواح میں اسلام احمدیت کا پُرامن پیغام پہنچانے کے لیے پہلے سے زیادہ دانشمندانہ منصوبے بنانے اور مؤثر انداز میں تبلیغی پروگرام ترتیب دینے چاہئیں

فجی کے 49ویں جلسہ سالانہ 2023ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خصوصی پیغام

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت فجی اپنا انچاسواں جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔ اللہ آپ کے جلسہ کو بہت کامیاب کرے اور وہ تمام لوگ جو اس جلسہ میں شامل ہیں بے پایاں روحانی فیوض حاصل کریں اور اچھائی اور نیکی میں ترقی کریں اور تقویٰ اور پرہیزگاری میں بڑھیں۔

یہ بات نہایت اہم ہے کہ آپ جلسہ میں شامل ہونے کے حقیقی مقصد کو حاصل کرنے والے ہوں۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ’’اس جلسہ کے اغراض میں سے سب سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے‘‘۔

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۳۶۰ ایڈیشن ۲۰۱۹ء)

اس لیے آپ کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ یہ جلسہ کوئی دنیاوی فوائد کے حصول یا تفریح کی جگہ نہیں ہے۔ بلکہ روحانی ماحول سے اپنا حصہ لینے اور اپنی اخلاقی حالتوں کو درست کرنے کا ایک موقع ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اس ضمن میں مزید یاددہانی کرواتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لیے قومیں طیار کی ہیں۔...... کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے۔ جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔‘‘

(اشتہار ۷/دسمبر ۱۸۹۲ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۶۱ ایڈیشن ۲۰۱۹ء)

آپ کو صرف اس بات پر ہی خوش نہیں ہو جانا چاہیے کہ آپ نے اس مسیح اور مہدیؑ کو مان لیا ہے جس کی آمد کی خبر پہلے سے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دے دی تھی۔ بلکہ ہر وقت آپ کی توجہ اس بات پر ہونی چاہیے کہ آپ اپنی بیعت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

ہر شرط بیعت اپنی ذات میں عقل و دانش کا ایک مجموعہ رکھتی ہے۔ اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کے لیے ہر احمدی کو ہر وقت ہر شرط بیعت پر غور و خوض کرتے رہنا چاہیے۔ شرائط بیعت آپ کی زندگی کی راہنما ہونی چاہئیں۔ اور اگر آپ خود احتسابی کریں، بار بار اپنا جائزہ لیں اور اپنے روزمرہ کاموں کو بہتر بناتے ہوئے خود کو ان شرائط کے مطابق ڈھال لیں تو آپ ایک مزید بہتر احمدی بن سکتے ہیں اور دنیا میں حقیقی روحانی تبدیلی پیدا کر سکتے

آپ کو اپنی تمام لیاقتیں اور استعدادیں بروئے کار لاتے ہوئے اپنے دینی علم اور اپنے عقائد کے فہم کو بڑھانا چاہیے اور اپنے اعمال اور طرز عمل میں اس حد تک بہتری لانی چاہیے جس کی حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کے ممبران سے توقع کی ہے۔ چنانچہ مسلسل خود احتسابی اور بہتر احمدی بننے کی کوشش سے ہی آپ جلسے پر حاضری کا مقصد حاصل کر سکیں گے۔

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ نظام خلافت کو سب سے زیادہ اہمیت دیں۔ یاد رکھیں کہ جماعت کی ترقی، اسلام کی اشاعت اور درحقیقت دنیا کا امن خلافت احمدیہ سے وابستہ ہے۔ اس لیے ہمیشہ خلیفۃ المسیح سے وفادار رہیں اور خلیفۃ المسیح سے قریبی تعلق بنا کے رکھیں۔

آپ کو mta دیکھنا چاہیے اور اپنے اہل خانہ اور خاص طور پر بچوں کو بھی اس کی ترغیب دینی چاہیے۔ آپ کو خاص طور پر میرے خطبے اور دوسرے مواقع پر کیے گئے خطابات کو سننا چاہیے۔ یہ کام آپ کا خلافت سے مستقل رابطہ قائم کرے گا اور آپ کے ایمان کو مضبوط کرے گا۔

میں آپ کو یاد دلاتا چلوں کہ تبلیغ ہر احمدی مسلمان کا فرض ہے۔ آپ کو گردونواح میں اسلام احمدیت کا پُرامن پیغام پہنچانے کے لیے پہلے سے زیادہ دانشمندانہ منصوبے بنانے اور مؤثر انداز میں تبلیغی پروگرام ترتیب دینے چاہئیں۔ اللہ اس مقدس فریضہ کی ادائیگی میں آپ کا حامی و ناصر ہو۔

آخر پر میری اللہ سے دعا ہے کہ آپ کے جلسہ سالانہ کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور آپ سب کو اپنا ایمان مضبوط اور مستحکم کرنے کی توفیق عطا کرے۔ اللہ آپ کو اپنی زندگیوں میں تقویٰ، اچھے اخلاق اور اسلام احمدیت اور انسانیت کی خدمت کی جانب جانے والی حقیقی تبدیلی لانے کی توفیق دے۔ اللہ آپ سب پر اپنا رحم کرے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 27 دسمبر 2023)

......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ‌ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا

(سورہ بنی اسرائیل:79) تو سورج کے ڈھلنے (کے وقت) تک (مختلف گھڑیوں میں) نماز کو عمدگی سے ادا کیا کر اور صبح کے وقت (قرآن) کے پڑھنے کو بھی (لازم سمجھ) صبح کے وقت (قرآن) کا پڑھنا یقیناً (اللہ کے حضور ایک) مقبول عمل ہے۔

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کامار یڈی)

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)

ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں

ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai

چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان — لقمان احمد باجوہ صاحب

پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ — فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا:

اَے ابنِ خطاب! آئندہ کبھی قریش ہمارے ساتھ ایسا معاملہ نہیں کر پائیں گے یہاں تک کہ ہم حجر اسود کو بوسہ دیں گے

غزوۂ حمراء الاسد کے حوالے سے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاکیزہ سیرتِ مبارکہ

اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عشق و وفا اور قربانیوں کا ایمان افروز تذکرہ

دنیا کے حالات کے لیے دعاؤں کی تحریک اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے

آسٹریلیا میں اپنے فرائضِ منصبی سرانجام دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش کرنے والے فراز احمد طاہر شہید کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

ان کی یہ قربانی ظاہر کرتی ہے کہ وہ پاکستان سے موت کے ڈر سے نہیں آئے تھے بلکہ جو مذہبی پابندیاں احمدیوں پر لگائی جاتی ہیں ان سے تنگ آ کر ملک چھوڑا تھا، جہاں انہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کا نام لینے سے روکا جاتا ہے

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26؍ اپریل 2024ء بمطابق 26؍ شہادت 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

غزوۂ حمراء الاسد کا سبب اور اس کا پس منظر گذشتہ خطبہ میں بیان ہوا تھا۔ بہرحال جب دشمن کے اُحد کی جنگ کے بعد راستہ سے پلٹ کر مدینہ پر حملہ کرنے کی سازش کا علم ہوا تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بلایا اور ان کو اس مُزَنِی صحابی کی بات بتائی جنہوں نے یہ اطلاع دی تھی۔ تو ان دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دشمن کی طرف چلیں تا کہ وہ ہمارے بچوں پر حملہ آور نہ ہوں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلوایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ وہ اعلان کریں کہ رسول اللہ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ دشمن کے لیے نکلو اور ہمارے ساتھ وہی نکلے جو گذشتہ روز لڑائی میں شامل تھا یعنی اُحد کی لڑائی میں جو لوگ شامل تھے صرف وہی ساتھ جائیں گے۔

اسلامی پرچم اور پھر مدینہ کی قائمقامی کے بارے میں لکھا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جھنڈا منگوایا جو کہ گذشتہ روز سے ہی بندھا ہوا تھا، اس کو ابھی تک کھولا نہیں گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جھنڈا حضرت علیؓ کو دے دیا اور ایک جگہ یہ بھی بیان ہوا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو دیا تھا۔ اس موقع پر حضرت ابن ام مکتومؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 308، 309 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

سیرت نگار لکھتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن کے تعاقب میں نکلنے کا فیصلہ انتہائی دانشمندانہ تھا۔ تفصیل میں بیان ہوا ہے کہ منافقین کے نزدیک جنگِ اُحد میں ستّر افراد کے جانی نقصان کے بعد اگلے ہی روز دشمن کے تعاقب میں بنا زائد افرادی قوت کے جانا انتہائی خطرناک تھا مگر بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ انتہائی دانشمندانہ تھا جس سے مسلمانوں کو بے شمار فوائد حاصل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات جنگ سے پیدا شدہ صورتحال پر غور کرتے گزاری۔ آپؐ کو اندیشہ تھا کہ اگر اُحد سے واپس مکہ جانے والے مشرکین نے سوچا کہ میدانِ جنگ میں اپنا پلہ بھاری ہوتے ہوئے بھی ہم نے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا تو یقیناً انہیں ندامت محسوس ہوگی اور وہ راستے سے پلٹ کر مدینہ پر دوبارہ حملہ کریں گے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہترین جنگی حکمتِ عملی اپناتے ہوئے دشمن کے تعاقب کا فیصلہ فرمایا۔ اس فیصلے نے مجاہدین کے حوصلوں کو مزید بلندیوں تک پہنچا دیا اور منافقین کے دل پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوتِ ارادی اور قوتِ یقین کی ہیبت طاری کر دی۔ تیسری طرف جب دشمن کو خبر ملی کہ اسلامی لشکر ان کے تعاقب میں ہے تو ان کے حوصلوں کے ٹمٹماتے چراغ بجھنے لگے۔ (غزوات و سرایا از علامہ محمد اظہر فرید صفحہ 215 فریدیہ پبلشرز ساہیوال) یہ ایک سیرت کی کتاب کا نوٹ ہے۔

رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَیّ نے بھی ساتھ جانے کی اجازت مانگی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اس غزوہ میں شامل ہونے کی درخواست کرنے لگا حالانکہ غزوۂ اُحد میں نہ صرف یہ خود واپس گیا تھا بلکہ اپنے ہمراہ تین سو ساتھی بھی لے کر پلٹ گیا تھا۔ ایسی حرکت پر یقیناً وہ شرمندہ بھی ہوگا اور شاید اس ندامت کا داغ مٹانے کے لیے، یا خدا معلوم کسی اَور سازش کے تحت کیونکہ منافقین کا تو پتہ کچھ نہیں ہوتا، یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے اسے ساتھ جانے سے منع فرما دیا۔ (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 7 صفحہ 121 مطبوعہ بزم اقبال لاہور) انہوں نے کہا نہیں۔

اُحد کے زخمی صحابہؓ میں سے بعضوں کو جنگ میں کاری زخم لگے تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بجا آوری کا کیا نمونہ دکھایا اس بارے میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعلان تھا کہ سنتے ہی عشق و وفا کے یہ مخلص جاں نثار اپنے زخموں کو سنبھالتے ہوئے، اپنے اسلحوں کو لیے ہوئے ایک بار پھر نکل پڑے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمایا تو فوری طور پر وہ نکل پڑے۔ حضرت اُسَید بن حُضَیرؓ کو نو زخم لگے ہوئے تھے انہوں نے ابھی دوا لگانے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ ان کے کانوں میں یہ آواز پڑی تو اپنے زخموں پر دوائی لگانے کے لیے بھی نہیں رکے اور چل پڑے۔ بنو سلمہ سے چالیس زخمی نکلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسی حالت میں بھی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دیکھ کر ان کے لیے دعائے مغفرت کی اور فرمایا

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ بَنِي سَلَمَة۔ اے اللہ! بنو سلمہ پر رحم فرما۔ طُفَیل بن نُعمانؓ کو تیرہ زخم لگے تھے۔ خِرَاش بن صِمَّہؓ کو دس زخم لگے تھے۔ کعب بن مالکؓ کو دس سے زائد زخم اور قُطْبَہ بن عامرؓ کو نو زخم لگے تھے لیکن اس کے باوجود مسلمان اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑے اور اپنے زخموں پر مرہم لگانے کے لیے نہیں ٹھہرے۔ خدا تعالیٰ نے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی جذبۂ بے مثل کو اپنے کلام میں مرقوم فرما دیا تا کہ رہتی دنیا تک کے لیے ان پر عقیدتوں کے پھول نچھاور ہوتے رہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ (آل عمران: 173)

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 308 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 7 صفحہ 122 مطبوعہ بزم اقبال لاہور)

وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کو لبیک کہا بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکے تھے ان میں سے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے احسان کیا اور تقویٰ اختیار کیا بہت بڑا اجر ہے۔

حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ اس کے ایک مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد دوم صفحہ350 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت جابر بن عبداللہؓ کو ساتھ جانے کی اجازت کے بارے میں ذکر ملتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ اعلان کیا گیا تھا کہ اس مہم میں صرف وہی ساتھ جائیں گے جو جنگِ اُحد میں شامل ہوئے تھے اور اسی پر سختی سے عمل بھی ہوا۔ لیکن ایک خوش بخت مخلص صحابی ایسے تھے کہ جو جنگِ اُحد میں شامل نہیں ہوئے لیکن اب ان کو ساتھ جانے کی اجازت مرحمت ہوئی تھی اور وہ حضرت جابر بن عبداللہؓ تھے۔ ابنِ اسحاقؒ اور ابنِ عمرؓ نے بیان کیا ہے کہ جابر بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ کے منادی نے یہ اعلان کیا ہے کہ ہمارے ساتھ وہی نکلے جو گذشتہ روز لڑائی یعنی جنگِ اُحد میں موجود تھا اور مَیں لڑائی میں حاضر ہونے کا خواہش مند تھا لیکن میرے والد نے مجھے میری سات بہنوں کے لیے پیچھے چھوڑ دیا اور ایک قول کے مطابق ان کی بہنوں کی تعداد نو تھی۔ بہرحال کہتے ہیں میرے والد نے کہا کہ اے میرے بیٹے! میرے اور تیرے لیے مناسب نہیں ہے کہ ہم ان عورتوں کو بغیر کسی مرد کے چھوڑ دیں۔ مجھے ان کا ڈر ہے یہ کمزور عورتیں ہیں۔ اور مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں تجھے خود پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ یہ بھی ہے کہ ہم عورتوں کو بھی پیچھے اکیلا نہیں چھوڑ سکتے اور جہاد میں مَیں خود بھی جانا چاہتا ہوں اور میری خواہش یہی ہے کہ مَیں جاؤں اور تم نہ جاؤ تو تُو اپنی بہنوں کے پاس پیچھے رہ جا اور مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد پہ جاتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ اس لیے مَیں اپنے باپ کے اس حکم کی تعمیل میں کل جہاد میں شامل نہیں ہوسکا ورنہ میرا ابھی پورا ارادہ تھا۔ چنانچہ حضرت جابرؓ کی عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی یہ بات سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ساتھ جانے کی اجازت مرحمت فرمائی اور اس پر حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فخریہ طور پر بیان کیا کرتے تھے کہ میرے علاوہ آپؐ کے ساتھ کوئی ایسا آدمی نہیں گیا جو گذشتہ روز کے جہاد میں شریک نہ ہوا ہو اور آپؐ سے کئی لوگوں نے ساتھ جانے کی اجازت طلب کی تھی جو گذشتہ روز جہاد میں شریک نہیں ہوئے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں روانہ ہوئے کہ چہرۂ مبارک مجروح تھا۔ پیشانی مبارک زخمی تھی۔ دندان مبارک ٹوٹا ہوا تھا۔ نیچے کا ہونٹ اور بعض روایات کے مطابق دونوں ہونٹ اندر کی جانب سے زخمی تھے۔ داہنا کندھا ابن قمئہ کی تلوار کی ضرب سے زخمی تھا اور دونوں گھٹنے بھی زخمی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مسجد میں تشریف لے گئے۔ وہاں دو رکعتیں ادا کیں۔ لوگ جمع ہو چکے تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا گھوڑا اسکب مسجد کے دروازے پر منگوایا۔ اس غزوہ میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی گھوڑا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ اور خَود پہن رکھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف آنکھیں ہی نظر آ رہی تھیں۔ اسی دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ طلحہ! تمہارے ہتھیار کہاں ہیں؟ حضرت طلحہؓ نے عرض کیا کہ قریب ہی ہیں۔ یہ کہہ کر وہ جلدی سے گئے اور اپنے ہتھیار اٹھا لائے حالانکہ اس وقت طلحہ کے صرف سینے پر ہی اُحد کی جنگ کے نو زخم تھے۔ ان کے جسم پر کل ملا کر ستّر سے اوپر زخم تھے۔

حضرت طلحہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں اپنے زخموں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں کے متعلق زیادہ فکر مند تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور پوچھنے لگے کہ تم دشمن کو کہاں دیکھتے ہو؟ یعنی تمہارا کیا اندازہ ہے کہ ابوسفیان اور اس کا لشکر کس جگہ پر ہوگا۔ مَیں نے عرض کیا کہ نشیبی علاقے میں۔ آپؐ نے فرمایا یہی میرا خیال بھی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاں تک ان کا یعنی قریش کا تعلق ہے ان کو ہمارے ساتھ آئندہ کبھی اس طرح کا معاملہ کرنے کا موقع نہیں مل سکتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مکہ کو ہمارے ہاتھوں سے فتح کر دے گا۔ ایک روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا: اے ابنِ خطاب! آئندہ کبھی قریش ہمارے ساتھ ایسا معاملہ نہیں کر پائیں گے یہاں تک کہ ہم حجر اسود کو بوسہ دیں گے۔

ابت بن ثَعْلَبَہ خَزْرَجِی حَمراءُ الاسد تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو راستے کی راہنمائی کرنے والے تھے۔ ایک روایت کے مطابق ثابت بن ضَحَّاك راہنمائی کرنے والے تھے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد4 صفحہ 308-309 دار الکتب العلمیۃ بیروت)(السیرۃ الحلبیۃ جلد2 صفحہ 350-351 دار الکتب العلمیۃ بیروت) یہ دو روایتیں ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر دو اصحاب کو آگے روانہ فرمایا تا کہ خبر لیں۔ یہ تفصیل اس طرح ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ اَسلَم کی ایک شاخ بنو سَہْم میں سے سفیان کے دو بیٹوں سَلِیط اور نعمان کو لوگوں کی اطلاع لینے کے لیے آگے بھیجا اور تیسرا شخص قبیلہ اسلم کی ایک شاخ بنو عُوَیْر میں سے ان کے ساتھ بھیجا۔ اس کا نام نہیں بیان ہوا۔ ان میں سے دو حمراء الاسد کے مقام پر قریش کو جا ملے۔ قریش باتیں کر رہے تھے۔ قریش نے ان دونوں افراد کو دیکھ لیا تو انہیں قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ روانہ ہوئے اور حمراء الاسد میں پہنچ کر لشکر کا پڑاؤ کیا تو ان کی لاشیں وہیں پڑی ہوئی تھیں، ان دونوں اصحاب کو ایک قبر میں دفن کیا۔ وہ دونوں ساتھی تھے۔

اس غزوہ میں دو انصاری بھائیوں کی اطاعت کا نمونہ بھی نظر آتا ہے کہ کس طرح انہوں نے زخمی حالت میں پیدل سفر کیا۔ تفصیل میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سَہلؓ اور حضرت رافع بن سَہلؓ دونوں بھائی جو قبیلہ بنو عَبْدُ الْاَشْھَل میں سے تھے جب وہ دونوں غزوۂ اُحد سے واپس آئے تو وہ شدید زخمی تھے۔ جنگ میں زخمی ہو گئے اور حضرت عبداللہؓ زیادہ زخمی تھے۔ جب ان دونوں بھائیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمراء الاسد کی طرف جانے اور اس میں شمولیت کی بابت آپؐ کے حکم کے بارے میں سنا تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا، بخدا! اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ میں شرکت نہ کر سکے تو یہ ایک بڑی محرومی ہوگی۔ یہ تھا ان کا ایمان۔ پھر کہنے لگے بخدا! ہمارے پاس کوئی سواری بھی نہیں ہے جس پر ہم سوار ہوں اور نہ ہی ہم جانتے ہیں کہ کس طرح یہ کام کریں۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ آؤ میرے ساتھ ہم پیدل چلتے ہیں۔ حضرت رافعؓ نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے تو زخموں کی وجہ سے چلنے کی سکت بھی نہیں ہے۔ یہ حالت تھی۔ آپؓ کے بھائی نے کہا کہ آؤ ہم آہستہ آہستہ چلتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلتے ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں گرتے پڑتے چلنے لگے۔ حضرت رافعؓ نے کبھی کمزوری محسوس کی تو حضرت عبداللہؓ نے حضرت رافعؓ کو اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا، کبھی وہ پیدل چلنے لگے۔ ایسی حالت تھی کہ دونوں ہی زخمی تھے لیکن جو بہتر تھے وہ زیادہ زخمی کو اپنی پیٹھ پر اٹھا لیتے تھے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلتے رہے۔ کمزوری کی وجہ سے بعض دفعہ ایسی حالت ہوتی تھی کہ وہ حرکت بھی نہیں کر سکتے تھے یہاں تک کہ عشاء کے وقت وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ صحابہ کرامؓ اس وقت آگ جلا رہے تھے۔ یعنی انہوں نے اس وقت ڈیرہ لگا لیا تھا۔ آپ دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرے پر حضرت عَبَّادُ بن بِشْرؓ متعین تھے۔ جب یہ پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے پوچھا کہ کس چیز نے تمہیں روکے رکھا تھا۔ ان دونوں نے اس کا سبب بتایا کہ کیا وجہ ہوگئی۔ اپنی تفصیل بتا دی۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو دعائے خیر دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم دونوں کو لمبی عمر نصیب ہوئی تو تم دیکھو گے کہ تم لوگوں کو گھوڑے اور خچر اور اونٹ بطور سواریوں کے نصیب ہوں گے۔ ابھی تو تم گرتے پڑتے پیدل آئے ہو لیکن لمبی زندگی پاؤ گے تو یہ سب کچھ دیکھو گے۔ یہ سب سواریاں تمہیں میسر آ جائیں گی لیکن ساتھ یہ بھی فرمایا لیکن وہ تمہارے لیے تم دونوں کے اس سفر سے بہتر نہیں ہوں گی جو اس وقت تم کر کے آئے ہو، جو تم نے پیدل گرتے پڑتے کیا ہے۔ یعنی تمہارے اس سفر کا ثواب تو اتنا ہے کہ اس زمانے کی جو بہترین نعمتیں ہیں ان سے بھی زیادہ ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت انسؓ اور مُونسؓ، فَضَالَہ کے بیٹوں کے ساتھ پیش آیا تھا۔ اس لیے ممکن ہے کہ یہ واقعہ دونوں کے ساتھ ہی پیش آیا ہو۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ310، غزوہ حمراء الاسد، دار الکتب العلمیۃ بیروت1993ء)

پھر ذکر آتا ہے مسلمانوں کا زادِ راہ اور حضرت سعد بن عُبادہؓ کی سخاوت کا۔ اس کی تفصیل یوں بیان ہوتی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ حمراء الاسد میں ہمارا عام زادراہ کھجوریں تھیں، کھجوریں ہی کھایا کرتے تھے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ تیس اونٹ کھجوریں لائے جو حمراء الاسد مقام تک ہمارے لیے وافر رہیں۔ راوی نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اونٹ لے کر آئے تھے جو کسی دن دو یا کسی دن تین کر کے ذبح کیے جاتے تھے۔ بعض دفعہ کھجوروں کے ساتھ اونٹ کا گوشت، اونٹ بھی کھائے جاتے تھے۔

کیا حکمت تھی؟ کیا strategy تھی آپؐ کی جنگ کی اور کس طرح آپؐ دشمن کو مرعوب کرنا چاہتے تھے۔ اس بارے میں تفصیل میں لکھا ہے کہ دشمن کے دل میں رعب ڈالنے اور اسے خوفزدہ کرنے کا ایک طریقہ یہ تھا کہ رات کے وقت کثرت سے آگ کے اَلاؤ روشن کیے جاتے تا کہ اس سے لشکر کی کثرت ظاہر ہو اور دشمن خائف ہو۔ اس لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھی رات کو پڑاؤ فرماتے تو صحابہؓ کو ارشاد فرماتے کہ پھیل کر الگ الگ آگ جلائیں۔ چنانچہ ہر شخص ایک ایک آگ جلاتا۔ پانچ سو جگہوں پر آگ جلائی گئی یہاں تک کہ وہ دُور سے نظر آتی تھی۔ مسلمانوں کے لشکر اور اس آگ کا ذکر دُور تک پھیل گیا۔ اس کی وجہ سے اللہ نے دشمن کو مرعوب کیا۔ ایک ذکر یہ بھی آتا ہے کہ معبد خزاعی کی اس دوران میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی اور پھر وہ ابوسفیان کے پاس بھی گیا اور پھر قریش کو لشکر اسلام سے اس نے ڈرایا۔ اس کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے کہ مَعْبَد بن ابو مَعْبَد خُزَاعِی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا۔ یہ ابھی تک مشرک تھا۔ بعض سیرت نگاروں نے اس موقع پر اس کے اسلام قبول کرنے کا بھی ذکر کیا ہے لیکن اکثر نے یہ کہا ہے کہ اس وقت اسلام قبول نہیں کیا تھا البتہ بعد میں یہ اسلام لے آئے تھے۔

بَنُو خُزَاعہ کے اہلِ ایمان اور مشرک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخلاص کا اظہار کرتے تھے۔ اس کے جو دوسرے قبیلے کے لوگ تھے ان میں سے بہت سے ایمان لائے ہوئے تھے۔ اخلاص کا اظہار بھی تھا ان میں۔ ان لوگوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وعدہ تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں چھپائیں گے۔ معبد نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو اور آپ کے صحابہ کرام کو جو تکالیف پہنچی ہیں یہ ہم پر گراں گزرا ہے۔ ہماری تو یہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مرتبہ بلند کرے اور آپ کو ہر تکلیف سے محفوظ رکھے۔ اس اظہارِ ہمدردی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معبد سے فرمایا کہ ابوسفیان کی حوصلہ شکنی کرو۔ تم جا رہے ہو، آگے سفر میں اس کو ملو تو اس کو ذرا ڈراؤ۔ لیکن کس طرح؟ اپنی یہ حکمت عملی انہوں نے خود بنائی تھی۔ پھر معبد وہاں سے مکہ کی طرف روانہ ہو گیا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حمراء الاسد میں ہی تشریف فرما تھے۔ وہ رَوحاء کے مقام پر ابوسفیان اور اس کے

ساتھیوں سے ملا۔ رَوحاء مدینہ سے تقریباً چالیس میل کی مسافت پر ایک مقام ہے۔ اس وقت لشکر قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپسی حملہ کرنے پر اتفاق کرلیا تھا اور انہوں نے کہا ہم نے ان کے بہترین اور سردار و قائد لوگوں کو قتل کیا ہے حالانکہ ایسی بھی بات نہیں تھی۔ حضرت حمزہؓ سمیت چند ایک نام ہو سکتے ہیں ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ درجنوں نامور سردار اور قائد خدا کے فضل سے جنگِ اُحد میں محفوظ اور مامون رہے تھے۔ پھر کہنے لگے کہ پھر ہم ان کی بیخ کنی سے پہلے واپس چل پڑے۔ اب ہم ان کے باقی لوگوں پر پلٹ کر انہیں ہلاک کریں گے اور ان سے فارغ ہو جائیں گے۔ جب ابوسفیان نے معبد کو دیکھا تو کہا یہ معبد ہے اس کے پاس کوئی خبر ہوگی۔ اس نے کہا معبد! پیچھے کے حالات کیسے ہیں؟ اس نے ابوسفیان کو ڈرانے کے لیے کہا کہ مَیں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ وہ اتنا لشکر جرار لے کر تمہارے تعاقب میں نکل آئے ہیں کہ مَیں نے آج تک اتنا بڑا لشکر نہیں دیکھا۔ اوس اور خزرج کے جو لوگ کل پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی ان کے ساتھ آملے ہیں۔ اپنے پاس سے اس نے کہانی بھی کچھ بنادی۔ اور انہوں نے عہد کیا ہے کہ وہ واپس نہیں جائیں گے یہاں تک کہ تمہیں پالیں اور تم سے بدلہ لے لیں۔ وہ اپنی قوم کی وجہ سے سخت غصہ میں ہیں۔ اپنے اس فعل پر سخت نادم ہیں کہ پہلے یہ شامل نہیں ہوئے۔ ان میں تمہارے خلاف ایسا غصہ ہے کہ مَیں نے اتنا شدید غصہ کبھی نہیں دیکھا۔ ابوسفیان نے کہا تیرے لیے ہلاکت ہو، تُو کیا کہہ رہا ہے! اُس نے کہا لگتا ہے کہ تُو یہاں سے نہیں چلے گا یہاں تک کہ تُو گھوڑوں کی پیشانیاں نہ دیکھ لے۔ یہ بھی ان کا محاورہ ہے کہ ہلاکت نہ ہو جائے۔ ابوسفیان کہنے لگا بخدا! ہم نے تو ان پر غلبہ پا کر ان کو جڑوں سے اکھیڑ دینے پر اتفاق کرلیا ہے۔ معبد نے کہا کہ مَیں پھر تجھے اس فعل سے روکتا ہوں۔ جو ہیبت ناک منظر مَیں نے دیکھا ہے اس نے مجھے اشعار کہنے پر مجبور کر دیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا وہ کون سے اشعار ہیں۔ معبد نے یہ اشعار کہے۔

كَادَتْ تُهَدُّ مِنَ الْاَصْوَاتِ رَاحِلَتِي
اِذْ سَالَتِ الْاَرْضُ بِالْجُرْدِ الْاَبَابِيْلِ
تَرْدِي بِاُسْدٍ كِرَامٍ لَا تَنَابِلَةٍ
عِنْدَ اللِّقَاءِ وَلَا مِيْلٍ مَعَازِيْلِ
فَظَلْتُ عَدْوًا اَظُنُّ الْاَرْضَ مَائِلَةً
لَمَّا سَمَوْا بِرَئِيْسٍ غَيْرِ مَخْذُوْلِ
فَقُلْتُ وَيْلَ ابْنِ حَرْبٍ مِنْ لِقَائِكُمْ
اِذَا تَغَطْمَطَتِ الْبَطْحَاءُ بِالْجِيْلِ
اِنِّي نَذِيْرٌ لِاَهْلِ الْبَسْلِ ضَاحِيَةً
لِكُلِّ ذِيْ اِرْبَةٍ مِنْهُمْ وَ مَعْقُوْلِ
مِنْ جَيْشِ اَحْمَدَ لَا وَخْشٍ تَنَابِلَةٍ
وَلَيْسَ يُوْصَفُ مَا اَنْذَرْتُ بِالْقِيْلِ

کہ جب زمین پر اعلیٰ نسل گھوڑوں کے جھنڈ در جھنڈ چلنے لگے تو ان کے سُموں کی آواز سے قریب تھا کہ میری اونٹنی گھبراہٹ سے ڈگمگانے لگے اور گر جائے۔ اب وہاں صرف ایک گھوڑا تھا لیکن اس نے بھی اپنے شعروں میں ایسا مبالغہ سے نقشہ کھینچا کہ جس نے ان لوگوں کو ڈرا دیا۔ پھر کہتے ہیں کہ وہ گھوڑے ایسے عمدہ شیر جیسے بہادر جنگجوؤں کو اٹھائے ہوئے تھے جو نہ تو کوتاہ قامت ہیں اور نہ ہی لڑائی میں نہتے اور نہ شہ سواری میں اناڑی ہیں۔ یعنی جنگ میں خوب ماہر اور تیر و تلوار سے مسلح اور میدان شہ سواری میں یکتائے زمانہ ہیں۔ اس پر مَیں خبر دینے کے لیے تیزی سے بھاگا اور مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے زمین جھکتی جا رہی ہے ان گھوڑوں کے آگے جن پر وہ عظیم الشان جرنیل بلند تھا جو تنہا نہیں یعنی لاؤ لشکر سمیت بڑھتا چلا آ رہا ہے اور مَیں نے اپنے جی میں کہا۔ اے لشکر والو! تم سے جنگ کرنے میں ابن حرب یعنی ابوسفیان کی ہلاکت ہے۔ جب میدانِ جنگ لشکر کی آواز سے گونج اٹھے گا۔ مَیں اہل قریش میں سے ہر دانا اور معقول شخص کو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم لشکر سے متنبہ کرتا ہوں جس کی فوج نکمے اور پست لوگوں پر مشتمل نہیں ہے۔ اس لشکر کی دہشت کو جس سے مَیں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

معبد کی اس اعصاب شکن گفتگو اور اس کے ان اشعار کے ساتھ ساتھ صفوان بن امیہ کی گفتگو سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور ان پر گھبراہٹ اور رعب طاری ہو گیا اور ابوسفیان کو عافیت اسی میں نظر آئی کہ وہ جس قدر جلدی ہو سکے اپنے لشکر کو لے کر مکہ واپس پہنچ جائے۔

اس بارے میں ریسرچ سیل کی طرف سے ایک نوٹ بھی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معبد سے یہ فرمانا کہ ابوسفیان کی حوصلہ شکنی کرو۔ سیرت کی بعض کتب نے یہ بیان کیا ہے اور بعض نے نہیں بیان کیا۔ کہتے ہیں کہ ایک امکان ہے کہ جنگی حکمت عملی کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معبد سے ایسی بات کی ہو اور یہ بھی ممکن ہے اور زیادہ قرین قیاس ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اسے کچھ نہ فرمایا لیکن وہ چونکہ مسلمانوں سے ہمدردی رکھتا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں یہ ڈالا ہو اور اس نے خود سے ابوسفیان سے یہ ساری بات کی ہو۔

بہرحال یہ تو ان کا نوٹ ہے لیکن معبد نے جو کچھ بھی کہا یہ ان کی اپنی سوچ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے واضح طور پر کسی قسم کی کوئی غلط بیانی کا نہیں کہا تھا لیکن جس طرح انہوں نے ڈرایا، جو نقشہ کھینچا اس سے بہرحال کافر ڈر گئے۔ اسی دوران کہ مشرکین کا لشکر مکہ واپسی کی تیاری کر رہا تھا کہ ابوسفیان کے پاس سے عبدالقیس کا ایک کارواں گزرا جس نے دراصل اسی جگہ پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ اس نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم مدینہ جا رہے ہیں۔ اس پر ابوسفیان نے محض پروپیگنڈے کی خاطر اپنی طرف سے ایک نفسیاتی حملہ لیکن ناکام حملہ تھا یہ کرنا چاہا اور وہ اس طرح کہ اس نے کہا کہ کیا تم میری طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام دو گے۔ مَیں تمہیں عُکَّاظ کے میلے میں کشمش سے بھرے ہوئے اونٹ دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ ابوسفیان نے کہا کہ جب تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملو تو انہیں کہنا کہ ہم نے اتفاق کرلیا ہے کہ ہم ان کی طرف اور ان کے اصحاب کی طرف آ رہے ہیں تاکہ ان کے بقیہ لوگوں کو جڑ سے اکھیڑ پھینکیں۔ ہم آپؐ لوگوں کے تعاقب میں ہیں اور یہ کہہ کر ابوسفیان مکہ کی جانب چل پڑا۔ یہ کارواں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حمراء الاسد کے مقام پر ملا۔ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں نے جو آپ کے متعلق کہا تھا عبدالقیس نے وہ آپؐ کو بتایا۔ آپؐ نے یہ سن کر فرمایا۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ یعنی ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد، جلد 4 صفحہ 310-311 دار الکتب العلمیة بیروت)

(الرحیق المختوم صفحہ 253 مطبوعہ دار الوفاء مصر 2010ء)

(شرح زرقانی جلد 2 صفحہ 264 دار الکتب العلمیة بیروت)

بہرحال حمراء الاسد میں کچھ قیام ہوا اور اس کے بعد اسلامی لشکر کی واپسی بھی ہوگئی کیونکہ وہ کافر تو وہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔ اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ معبد خُزاعی کی بات سن کر ابوسفیان نے مدینہ کی طرف پیش قدمی کرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور مکہ کی طرف روانہ ہو گیا تو مَعْبَد نے ایک شخص کے ذریعہ ابوسفیان کی روانگی کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج دی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوموار، منگل اور بدھ کے روز وہاں قیام فرمایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لے گئے اور بلاذری نے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سفر کے لیے مدینہ سے پانچ دن باہر رہے۔

(امتاع الاسماع، جزء 1 صفحہ 180-181 خبر معبد الخزاعی وانصراف المشرکین۔ دار الکتب العلمیة بیروت 1999ء)

(سبل الھدیٰ والرشاد، جلد 4 صفحہ 312 دار الکتب العلمیة بیروت)

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن مدینہ واپس تشریف لائے اور پانچ دن مدینہ سے باہر رہے۔ (کتاب المغازی جلد 1 صفحہ 334 عالم الکتب بیروت 1984ء)

حضرت ابوعبیدہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف واپس آنے سے پہلے مُعَاوِیہ بن مُغِیرہ کو گرفتار کر رکھا تھا۔ مُعَاوِیہ بن مُغِیرہ، عَبْدُ الْمَلِک بن مَرْوَان کا نانا تھا۔ معاویہ کے علاوہ اَبُو عَزَّہ جُمَحِی کو بھی گرفتار کر رکھا تھا۔ مُعَاوِیہ بن مُغِیرہ کے بارے میں روایت ہے کہ حضرت زَید بن حَارِثہؓ اور حضرت عَمَّار بن یاسِرؓ نے معاویہ کو حمراء الاسد سے واپسی پر قتل کیا جس کی وجہ یہ تھی کہ معاویہ چھپ کر مدینہ میں رہ رہا تھا اور مدینہ کے حالات کی خبر مخالفین کو دیا کرتا تھا۔ جب پکڑا گیا تو حضرت عثمانؓ کی پناہ میں چلا گیا۔ حضرت عثمانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے لیے امان مانگی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امان دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ تین روز کے اندر یہاں سے چلا جائے۔ اگر تین روز کے بعد دیکھا گیا تو قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ تین روز کے بعد بھی وہیں ٹھہرا رہا اور چھپا رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں یعنی حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کو فرمایا کہ تم فلاں جگہ اسے چھپا ہوا پاؤ گے۔ چنانچہ ان دونوں نے اسے وہیں پایا اور اسے قتل کر دیا۔

(السیرة النبویة لابن ھشام، صفحہ 548۔ دار الکتب العلمیة 2001ء)

پھر لکھا ہے کہ یہیں حَمْرَاءُ الْاَسَد کے مقام پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کے شاعر ابوعَزَّہ کو گرفتار کیا تھا۔ یہ وہ ابوعَزَّہ ہے جو غزوۂ بدر کے وقت مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے اپنی غربت اور اپنی بیٹیوں کا واسطہ دیا کہ مَیں عیال دار ہوں۔ میری بیٹیوں کا کوئی سرپرست نہیں۔ مجھ پر رحم فرمائیں۔ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیٹیوں کی وجہ سے اس کو بغیر فدیہ لیے احسان کے طور پر چھوڑ دیا تھا اور اس سے یہ عہد لیا تھا کہ آئندہ وہ نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کو آئے گا نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لشکر اکٹھا کرے گا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی کو اکسائے گا مگر اس نے اپنا عہد توڑ دیا اور جنگِ اُحد میں قریش کے ساتھ واپس آیا۔ یہ لوگوں کو جوش دلاتا تھا اور اپنے شعروں کے ذریعہ انہیں بھڑکاتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یہ شخص اس دفعہ بچ کر نہ جانے پائے۔ چنانچہ یہ پھر گرفتار ہوا۔ ایک قول کے مطابق جنگِ اُحد کے بعد جب مشرکین واپسی میں حمراء الاسد کے مقام پر ٹھہرے تو یہ ابوعَزَّہ کو سوتا ہوا چھوڑ گئے۔ یہ دن چڑھے تک غافل پڑا سوتا رہا۔ اس کو گرفتار کرنے والے شخص حضرت عاصم بن ثابتؓ تھے۔ اس غزوہ میں یہی تنہا مشرک تھا جو گرفتار ہوا۔ ایک قول ہے کہ اس کو گرفتار کرنے والے حضرت عُمَیر بن عبداللہؓ تھے۔ گرفتاری کے بعد اَبُو عَزَّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے چھوڑ دیجیے، مجھ پر

احسان فرمائیے اور میری بیٹیوں کی خاطر مجھے رہا کر دیجیے۔ مَیں آپؐ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی اس قسم کی حرکت نہیں کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ خدا کی قسم! اب تیرے چہرے کو مکہ دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ اب تُو اپنی اس داڑھی کے ساتھ حجرِ اسود کے پاس بیٹھ کے یہ نہیں کہہ سکے گا کہ مَیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکا دے آیا۔ پھر آپؐ نے حضرت زیدؓ کی طرف متوجہ ہوکر حکم دیا کہ اس کی گردن مار دو۔ ایک روایت ہے کہ یہ حکم آپؐ نے حضرت عاصم بن ثابتؓ کو دیا تھا اور پھر آپؐ نے فرمایا۔

مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جا سکتا۔

(السیرة الحلبیة جلد 2 صفحہ 352 دار الکتب العلمیة بیروت)

(سیرة حلبیہ اردو جلد 2 نصف آخر صفحہ 236-237 دار الاشاعت کراچی 2009ء)

باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔ دنیا کے حالات کے لیے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ اس وقت مَیں ایک جنازہ بھی پڑھاؤں گا جو مکرم فراز احمد طاہر صاحب کا ہے جو آسٹریلیا میں گذشتہ دنوں شہید ہوئے۔ ان کے واقعہ کے بارے میں لکھا ہے کہ آسٹریلیا کے شہر سڈنی کے ایک مشہور علاقہ بنڈائی (Bondi) کے ایک شاپنگ سنٹر میں ایک آسٹریلین شخص نے انہیں چاقو سے وار کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

مرحوم شاپنگ سینٹر میں بطور سیکیورٹی گارڈ کام کر رہے تھے۔ مرحوم کی عمر تیس برس کی تھی اور غیر شادی شدہ تھے۔ اس حملے میں بارہ افراد زخمی ہوئے اور چھ افراد کی وفات ہوئی۔ وفات پانے والے چھ افراد میں سے پانچ خواتین تھیں۔

فراز احمد طاہر صاحب مرحوم کا تعلق ربوہ سے تھا۔ 2018ء میں پاکستان سے سری لنکا چلے گئے۔ چار سال وہاں رہے۔ پھر گذشتہ سال یو این ایچ سی آر (UNHCR) کی وساطت سے آسٹریلیا آئے۔ گذشتہ ماہ مرحوم نے اپنا سیکیورٹی لائسنس بنوایا تھا اور جس دن مرحوم کی وفات ہوئی اس روز لکھا ہوا ہے کہ شاپنگ سینٹر میں مرحوم کی دن کے وقت پہلی جاب تھی۔ رات کو ڈیوٹی دیتے تھے لیکن دن کے وقت یہ پہلی ڈیوٹی تھی۔ تفصیلات کے مطابق جب مکرم فراز احمد صاحب طاہر مرحوم نے لوگوں کو سراسیمگی کی حالت میں اِدھر اُدھر بھاگتے دیکھا تو حملہ آور کو روکنے کے لیے آگے بڑھے جس پر حملہ آور نے مرحوم پر وار کیا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔ اس حملہ میں وفات پانے والے آپ پہلے فرد تھے۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت ان کے پڑدادا مکرم میاں احمد صاحب کی وساطت سے آئی جو ضلع شاہ پور کے رہنے والے تھے۔ مرحوم کے دادا مکرم صوفی احمد یار صاحب کو ایک لمبے عرصہ سے جماعتی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ ان کے والد بشیر احمد صاحب 2005ء میں جبکہ والدہ رضیہ بیگم 2014ء میں وفات پا گئی تھیں۔ مرحوم کے پسماندگان میں تین بھائی، دو بہنیں اور دادا صوفی احمد یار صاحب شامل ہیں۔ ان کے بارے میں مزید تفصیلات میں یہ بھی آیا ہے کہ آسٹریلیا کے وزیر اعظم اور نیو ساؤتھ ویلز کے پریمیئر نے فراز احمد طاہر صاحب مرحوم کی بہادری اور قربانی کو خراج تحسین پیش کیا۔ اسی طرح آسٹریلیا میں مقیم پاکستان کے ہائی کمشنر صاحب نے بھی فراز احمد طاہر مرحوم کی بہادری کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے افسوس کا اظہار کیا اور ہر طرح کے تعاون کا یقین دلایا۔ مرحوم اور اس واقعہ کے بارے میں میڈیا میں ایک سو بیس سے زائد نیوز شائع ہوئیں اور مزید ہو رہی ہیں۔ آج ان کا وہاں جنازہ تھا اس پہ بھی وہاں کے پریمیئر، پرائم منسٹر وغیرہ آئے ہوئے تھے انہوں نے دوبارہ ان کو خراج تحسین پیش کیا۔ سوشل میڈیا میں فراز طاہر صاحب مرحوم کی بہادری اور قربانی کو نہایت خوبصورت الفاظ میں بیان کیا جا رہا ہے اور اکثر لوگ انہیں ’’نیشنل ہیرو‘‘ کہہ کر پکار رہے ہیں۔ ان کی یہ قربانی ظاہر کرتی ہے کہ وہ پاکستان سے موت کے ڈر سے نہیں آئے تھے بلکہ جو مذہبی پابندیاں احمدیوں پر لگائی جاتی ہیں ان سے تنگ آ کر ملک چھوڑا تھا جہاں انہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کا نام لینے سے روکا جاتا ہے۔ صدر خدام الاحمدیہ عدنان قادر کہتے ہیں کہ 21؍اپریل بروز اتوار آسٹریلین گورنمنٹ کی طرف سے ایک شاپنگ مال کے قریب ایک پروگرام منعقد کیا گیا جس کا مقصد ان تمام افراد کو خراج عقیدت پیش کرنا تھا جو اس واقعہ میں وفات پا گئے ہیں۔ اس پروگرام میں وزیر اعظم آسٹریلیا، پریمیئر نیو ساؤتھ ویلز، اپوزیشن لیڈر، ممبر آف پارلیمنٹس، لوکل اور دوسری کونسل کے میئرز اور پولیس اور آرمی اور نیوی کے اعلیٰ افسران، میڈیا اور زندگی کے دوسرے شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ افسران نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ اس موقع پر جماعت کے ممبران کو بھی اس پروگرام میں مدعو کیا گیا تھا۔ ان کے بڑے بھائی مدثر بشیر کہتے ہیں: مرحوم بچپن سے ہی بہت محنتی، ہنس مکھ اور نڈر طفل تھا۔ مرحوم کی عمر گیارہ سال تھی جب ہمارے والد صاحب کا انتقال ہو گیا تو کہتے ہیں کہ ہمارے بڑے بھائی مظفر احمد صاحب نے ہمیں ایک باپ کی طرح پالا۔ مرحوم اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ بھائی کے کاروبار میں مدد دیتا تھا۔ مرحوم بہت محنتی اور اپنے بہن بھائیوں سے بہت پیار کرنے والا تھا۔ نرم مزاج اور طبیعت میں مزاح تھا۔ کبھی بہن بھائیوں کی کسی بات پر ناراض نہیں ہوا۔ مرحوم جماعتی کاموں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا۔ جتنا عرصہ پاکستان میں رہا اور پھر سری لنکا اور بعد ازاں آسٹریلیا جہاں بھی رہا جماعتی کاموں میں، ڈیوٹیوں میں سرگرم رہا۔ خلافت کے ساتھ بہت اخلاص اور وفا اور پیار کا تعلق تھا۔ یہی اس کو تھا، یہ ان کی ایک خواہش تھی کہ نیشنیلٹی ملے گی تو پہلے جا کر مَیں لندن خلیفة المسیح سے ملوں گا۔ ان کے چھوٹے بھائی شیراز احمد کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی نہایت خوش الحانی سے تلاوت کیا کرتا تھا اور نمازوں کی بڑی پابندی تھی۔ مربی کامران مبشر صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے مرحوم میں ایک خوبی دیکھی کہ جماعتی بزرگوں اور مربیان کی بہت عزت کرتے تھے اور ان کی طرف سے کوئی بھی ہدایت دی جاتی تو انکار نہیں کرتے تھے۔ اگر ان کو ان کی کسی غلطی وغیرہ کی طرف توجہ دلائی جاتی تو اس کا ہرگز برا نہیں مناتے تھے بلکہ عاجزی سے خاموشی اختیار کرتے ہوئے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے اور اپنی اصلاح کرتے تھے۔ ان کے ایک دوست احمد ابراہیم کہتے ہیں کہ مرحوم دین اور خلافت کے ساتھ بے مثال محبت کرنے والے وجود تھے۔ جماعت کے عہدیداروں کی عزت کرنے والے، نمازوں کے پابند تھے۔ میرا ان کے ساتھ ایک بھائی اور دوست کا رشتہ بن گیا تھا۔ کبھی کسی بات پر مَیں ڈانٹ بھی دیتا تو آنکھیں جھکا کر سن لیتے اور کہتے کہ آئندہ شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔ بہت ہنس مکھ، بہت محبت کرنے والا انسان تھا۔ برزبن (Brisbane) کے صدر جماعت کہتے ہیں کہ گذشتہ ماہ مارچ میں ہفتے کے لیے برزبن آئے اور آنے کی وجہ اپنے دوستوں اور عزیزوں سے ملاقات بتائی اور ساتھ یہ کہا کہ اگر کسی کے دل میں کوئی ناراضگی ہے یا شکوہ ہے تو میں معافی مانگ کر صلح کرنے آیا ہوں۔ بار بار سب سے معافی مانگتے رہے۔ ایسا لگتا تھا کہ غالباً سب کو خدا حافظ کہنے آئے ہیں۔ ان کے ایک دوست شجر احمد کہتے ہیں ایک محنتی، نڈر اور فرض شناس انسان تھے۔ مرحوم کے ساتھ زخمی ہونے والے دوسرے سیکیورٹی گارڈ نے بتایا کہ جیسے ہی حملہ آور شاپنگ سینٹر میں داخل ہوا اور اسے دیکھ کر لوگ بھاگنے لگے تو مرحوم نے بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کو روکنے کی کوشش کی اور اس کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور دوسروں کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا۔ سوشل میڈیا پر بھی لوگ فراز طاہر صاحب کو خراج تحسین پیش کر رہے ہیں۔ ایک صاحب کرس مرفی (Chris Murphy) نے اپنے کمنٹ میں لکھا کہ حملہ ہونے سے قبل مَیں نے ایک خوش لباس سیکیورٹی گارڈ فراز طاہر کو دیکھا جو شاپنگ سینٹر میں اپنی ڈیوٹی پر تھا۔ وہ ایک ہیرو تھا جس نے عوام کی جان بچانے کے لیے اپنی جان دی۔ ایک خاتون ربیکا آئیورس (Rebecca Ivers) لکھتی ہیں کہ فراز طاہر جو اپنے ملک میں ظلم سے بچنے کے لیے امن اور ایک بہتر مستقبل کے لیے آسٹریلیا آئے وہ اپنی کمیونٹی میں نہایت مقبول تھے انہوں نے عوام کو بچاتے ہوئے جان دی۔ مَیں ان کی فیملی اور کمیونٹی سے افسوس کا اظہار کرتی ہوں۔ یہ ایک نہایت تکلیف دہ حادثہ ہے۔ اس طرح کے بہت سے اَور کمنٹ لوگوں نے جنہوں نے وہاں دیکھا شاپنگ مال میں بھی اور جنہوں نے خبر پڑھی انہوں نے بھی ڈالے ہوئے ہیں۔ عزیزم حصور احمد متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ ہیں کہتے ہیں کہ فراز طاہر میرا تایا زاد بھائی تھا۔ اچھی شخصیت کا مالک تھا۔ پنجوقتہ نمازوں کا اہتمام کرنے والا، دوسروں کو اس کی تلقین کرنے والا، جب بھی ملتا ہنس کر ملتا۔ مجھے اپنا چھوٹا بھائی سمجھتا تھا۔ کوئی بات سمجھانی ہوتی تو بڑے پیار سے سمجھاتا تھا۔ ہمیشہ دعا کے لیے کہتا کہ مَیں آپ لوگوں کے لیے دعا کروں گا آپ میرے لیے دعا کریں۔ کہتے ہیں آخری دفعہ جس دن اس کی شہادت ہوئی ہے اس کی کال آئی اور اس وقت آسٹریلیا میں صبح کے چار بجے تھے۔ اس کے بڑے بھائی نے اس سے کہا کہ صبح چار بجے کا وقت ہے اب تم نے کام پہ جانا ہے تم سو جاؤ۔ اس نے کہا کہ مَیں نے ابھی تہجد ادا کی ہے اور آپ سب کے لیے دعا بھی کی ہے۔ پھر فجر کی نماز پڑھ کر کام پہ نکل جاؤں گا۔ سونے کا وقت نہیں ہے۔ اس کا صبح کی شفٹ کا یہ پہلا دن تھا۔ پہلے شام کی شفٹ کیا کرتا تھا۔ پھر یہ لکھتے ہیں کہ ہمارے خاندان کی یہ تیسری شہادت ہے۔ پہلے میرے خالو محمد نواز صاحب اورنگی ٹاؤن کراچی میں 11؍ستمبر 2012ء کو شہید ہوئے۔ پھر ان کے ماموں اعجاز احمد صاحب اورنگی ٹاؤن کراچی میں 4؍ستمبر 2013ء کو شہید ہوئے اور اب فراز احمد صاحب کی شہادت ہوئی۔

پس جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ انہوں نے بتا دیا کہ مَیں موت کے ڈر سے ملک سے نہیں نکلا بلکہ مذہبی آزادی کے لیے آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور سب لواحقین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 17؍مئی 2024ء صفحہ 2 تا 6)

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ یَّعۡلَمۡہُ اللّٰہُ ؕ وَتَزَوَّدُوۡا فَاِنَّ خَیۡرَ الزَّادِ التَّقۡوٰی ۫ وَاتَّقُوۡنِ یٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ

(سورۃ البقرۃ: 198) ترجمہ: اور نیکی (کا) جو (کام) بھی تم کرو گے اللہ (ضرور) اس (کی قدر) کو پہچان لے گا اور زادِراہ (ساتھ) لو۔ اور (یاد رکھو کہ) بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے اور اے عقلمندو! میرا تقویٰ اختیار کرو۔

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL

a desired destination for royal weddings & celebrations.

2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

خطبہ جمعہ

ہر چند کہ غزواتِ نبویؐ پر نظر ڈالنے سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احسن اور بے مثل استعدادوں پر بھی حیران کن روشنی پڑتی ہے جو بحیثیت ایک سالارِ جیش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھیں لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اوّل و آخر حیثیت ایک جنگی ماہر کی نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور روحانی سردار کی تھی جس کے ہاتھوں میں مکارمِ اخلاق کا جھنڈا تھمایا گیا تھا (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

’’تم کیا کرنے لگے ہو۔ واللہ! مَیں تو ابھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لشکر کو حمراء الاسد میں چھوڑ کر آیا ہوں اور ایسا بارعب لشکر مَیں نے کبھی نہیں دیکھا اور اُحد کی ہزیمت کی ندامت میں ان کو اتنا جوش ہے کہ تمہیں دیکھتے ہی بھسم کر جائیں گے‘‘ (رئیسِ خزاعہ)

امرِ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت کے جنگی اصول اور رواج کو دیکھا جائے تو اس کے مطابق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمانوں کو میدانِ اُحد میں شکست ہوئی تھی کیونکہ شکست کیسی! یا کفار کو فتح کیسی! مسلمان تو میدان میں ہی اس وقت بھی موجود تھے کہ جب آخر کار ابوسفیان محض نعرے لگا کر اپنے لشکر کو لے کر میدانِ اُحد چھوڑ کر مکہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا

اُحد کے دن بھی مسلمانوں کو شکست قطعاً نہیں ہوئی تھی۔ ہاں پہلے مرحلے میں ایک واضح فتح کے بعد دوسرے مرحلے میں مسلمانوں کو سخت جانی نقصان کا سامنا کرنا پڑا لیکن انجام کار مسلمان میدانِ اُحد میں ہی قائم و موجود رہے اور کفار مکہ کو مکمل فتح اور جیت حاصل کرنے سے تائیدِ غیبی نے اپنی زبردست طاقت سے روکے رکھا اور باوجود ایک وقتی غلبہ کے وہ مسلمانوں کو مزید نقصان پہنچانے سے محروم رہے اور اس وقت کے جنگی رواج کے مطابق بے نیل و مرام میدانِ اُحد سے واپس چلے گئے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اسلامی سوسائٹی کے مرکزی نقطہ تھے اور جو قریش کی معاندانہ کارروائیوں کا اصل نشانہ تھے خدا کے فضل سے زندہ موجود تھے۔ اس کے علاوہ اکابر صحابہؓ بھی سوائے ایک دو کے سب کے سب سلامت تھے

یہ نقصان بھی مسلمانوں کے لئے ایک لحاظ سے بہت مفید ثابت ہوا کیونکہ ان پر یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو گئی کہ رسول اللہؐ کے منشاء اور ہدایت کے خلاف قدم زَن ہونا کبھی بھی موجبِ فلاح اور بہبودی نہیں ہو سکتا

غزوۂ احد اور حمراء الاسد کے حوالے سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کا تذکرہ نیز غزوۂ احد کے انجام کے بارے میں سیر حاصل بحث

دنیا کے حالات اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی صحت کے لیے دعا کی تحریک

دنیا کے حالات اور مسلمانوں کے حالات اور فلسطین کے بارے میں دعاؤں کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں گو بظاہر بعض حلقوں کی طرف سے یہ تاثر ہے کہ سیز فائر کچھ عرصہ کے لیے ہو جائے لیکن جو حالات نظر آ رہے ہیں اس سے لگتا ہے کہ اگر ہو بھی جائے تو تب بھی فلسطینیوں پر ظلم ختم نہیں ہوگا۔ اس لیے بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان فلسطینیوں کو بھی توفیق دے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں

گذشتہ دنوں دل کے والو کی تبدیلی کا پروسیجر ہوا ہے۔ الحمد للہ ٹھیک ہو گیا۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی زندگی دینی ہے فعال زندگی عطا فرمائے

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 03 مئی 2024ء بمطابق 03 ہجرت 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۙ﴿﴾ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۙ﴿﴾ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ؕ﴿﴾ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴿﴾ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ﴿﴾

غزوۂ حمراء الاسد کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس ضمن میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے غزوۂ اُحد سے مدینہ واپسی میں مدینہ اور حمراء الاسد کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے مختلف تاریخ کی کتابوں سے جو اخذ کیا ہے وہ بیان کرتا ہوں۔ لکھتے ہیں کہ ’’یہ رات‘‘ یعنی جنگِ اُحد سے لوٹنے کے بعد کی رات ’’مدینہ میں ایک سخت خوف کی رات تھی کیونکہ باوجود اس کے کہ بظاہر لشکرِ قریش نے مکہ کی راہ لے لی تھی یہ اندیشہ تھا کہ ان کا یہ فعل مسلمانوں کو غافل

کرنے کی نیت سے نہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ وہ اچانک لَوٹ کر مدینہ پر حملہ آور ہو جائیں لہٰذا اس رات کو مدینہ میں پہرہ کا انتظام کیا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا خصوصیت سے تمام رات صحابہؓ نے پہرہ دیا۔ صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ اندیشہ محض خیالی نہ تھا کیونکہ فجر کی نماز سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع پہنچی کہ قریش کا لشکر مدینہ سے چند میل جا کر ٹھہر گیا ہے اور رؤسائے قریش میں یہ سرگرم بحث جاری ہے کہ اس فتح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کیوں نہ مدینہ پر حملہ کر دیا جاوے اور بعض قریش ایک دوسرے کو طعنہ دے رہے ہیں کہ نہ تم نے محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] کو قتل کیا اور نہ مسلمان عورتوں کو لونڈیاں بنایا اور نہ ان کے مال و متاع پر قابض ہوئے، بلکہ جب تم ان پر غالب آئے اور تمہیں یہ موقعہ ملا کہ تم ان کو ملیا میٹ کر دو تو تم انہیں یونہی چھوڑ کر واپس چلے گئے تا کہ وہ پھر زور پکڑ جاویں۔ پس اَب بھی موقعہ ہے واپس چلو اور مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کی جڑ کاٹ دو۔ اس کے مقابل میں دوسرے یہ کہتے تھے کہ تمہیں ایک فتح حاصل ہوئی ہے اسے غنیمت جانو اور مکہ واپس لوٹ چلو ایسا نہ ہو کہ یہ شہرت بھی کھو بیٹھو اور یہ فتح شکست کی صورت میں بدل جاوے کیونکہ اب اگر تم لوگ واپس لوٹ کر مدینہ پر حملہ آور ہو گے تو یقیناً مسلمان جان توڑ کر لڑیں گے اور جو لوگ اُحد میں شامل نہیں ہوئے تھے وہ بھی میدان میں نکل آئیں گے۔ مگر بالآخر جوشیلے لوگوں کی رائے غالب آئی اور قریش مدینہ کی طرف لوٹنے کے لئے تیار ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے فوراً اعلان فرمایا کہ مسلمان تیار ہو جائیں مگر ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا" یہ تاریخ مَیں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں لیکن اس میں کچھ زائد باتیں ہیں اس لیے دوبارہ بیان کر رہا ہوں "کہ سوائے ان لوگوں کے جو اُحد میں شریک ہوئے تھے اَور کوئی شخص ہمارے ساتھ نہ نکلے۔ چنانچہ اُحد کے مجاہدین جن میں سے اکثر زخمی تھے اپنے زخموں کو باندھ کر اپنے آقا کے ساتھ ہو لئے۔ اور لکھا ہے کہ اس موقعہ پر مسلمان ایسی خوشی اور جوش کے ساتھ نکلے کہ جیسے کوئی فاتح لشکر فتح کے بعد دشمن کے تعاقب میں نکلتا ہے۔ آٹھ میل کا فاصلہ طے کر کے آپؐ حمراء الاسد میں پہنچے جہاں دو مسلمانوں کی نعشیں میدان میں پڑی ہوئی پائی گئیں اور تحقیقات پر معلوم ہوا کہ یہ وہ جاسوس تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے پیچھے روانہ کئے تھے مگر جنہیں قریش نے موقعہ پا کر قتل کر دیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شہداء کو ایک قبر کھدوا کر اس میں اکٹھا دفن کروا دیا۔ اور اب چونکہ شام ہو چکی تھی آپؐ نے یہیں ڈیرا ڈالنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ میدان میں مختلف مقامات پر آگ روشن کر دی جاوے۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے حمراء الاسد کے میدان میں پانچ سو آگیں شعلہ زن ہو گئیں جو ہر دُور سے دیکھنے والے کے دل کو مرعوب کرتی تھیں۔ غالباً اسی موقعہ پر قبیلہ خزاعہ کا ایک مشرک رئیس معبد نامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے اُحد کے مقتولین کے متعلق اظہار ہمدردی کی اور پھر اپنے راستہ پر روانہ ہو گیا۔ دوسرے دن جب وہ مقام روحاء میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ قریش کا لشکر وہاں ڈیرا ڈالے پڑا ہے۔ اور مدینہ کی طرف واپس چلنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ معبد فوراً ابوسفیان کے پاس گیا اور اسے جا کر کہنے لگا کہ تُم کیا کرنے لگے ہو؟ واللہ! مَیں تو ابھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لشکر کو حمراء الاسد میں چھوڑ کر آیا ہوں اور ایسا بارعب لشکر مَیں نے کبھی نہیں دیکھا اور اُحد کی ہزیمت کی ندامت میں ان کو اتنا جوش ہے کہ تمہیں دیکھتے ہی بھسم کر جائیں گے۔

ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں پر معبد کی ان باتوں سے ایسا رعب پڑا کہ وہ مدینہ کی طرف لوٹنے کا ارادہ ترک کر کے فوراً مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لشکر قریش کے اس طرح بھاگ نکلنے کی اطلاع موصول ہوئی تو آپؐ نے خدا کا شکر کیا اور فرمایا کہ یہ خدا کا رعب ہے جو اس نے کفار کے دلوں پر مسلط کر دیا ہے۔"

اس کا تفصیلی بیان جیسا کہ مَیں نے کہا مَیں پہلے بھی کر چکا ہوں یہ اس کا خلاصہ تھا۔

"اس کے بعد آپ" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم "نے حمراء الاسد میں دو تین دن اَور قیام فرمایا اور پھر پانچ دن کی غیر حاضری کے بعد مدینہ میں واپس تشریف لے آئے۔ اس مہم میں قریش کے دو سپاہی جن میں سے ایک غدار اور دوسرا جاسوس تھا مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوئے اور چونکہ قوانین جنگ کے ماتحت ان کی سزا قتل تھی اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کو قتل کر دیا گیا۔ ان میں سے ایک مکہ کا مشہور شاعر ابوعُزَّہ تھا جو بدر کی جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ میں قید ہوا تھا پھر اس کے معافی مانگنے اور یہ وعدہ کرنے پر کہ وہ پھر کبھی مسلمانوں کے خلاف لڑائی کے لئے نہیں نکلے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا فدیہ چھوڑ دیا تھا مگر وہ غداری کر کے پھر مسلمانوں کے خلاف شریکِ جنگ ہوا اور نہ صرف خود شریک ہوا بلکہ اس نے اپنے اشتعال انگیز اشعار سے دوسروں کو بھی ابھارا۔ چونکہ ایسے آدمی کی غداری مسلمانوں کے لئے سخت نقصان دہ ہو سکتی تھی۔ پس اب جب وہ دوبارہ مسلمانوں کے ہاتھ قید ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کئے جانے کا حکم دیا۔ ابوعُزَّہ نے پھر پہلے کی طرح زبانی معافی سے رہائی حاصل کرنی چاہی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرماتے ہوئے انکار فرما دیا کہ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ "یعنی مومن ایک سوراخ میں سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا۔" (ابن ہشام) دوسرا قیدی مُعاویہ بن مُغیرہ تھا۔ یہ شخص حضرت عثمان بن عفانؓ کے رشتہ داروں میں سے تھا مگر سخت معاندِ اسلام تھا۔ جنگِ اُحد کے بعد وہ خفیہ خفیہ مدینہ کے گرد و نواح میں گھومتا رہا مگر صحابہؓ نے اسے دیکھ لیا اور پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا۔ آپؐ نے اسے حضرت عثمانؓ کی سفارش پر یہ وعدہ لے کر چھوڑ دیا کہ تین دن کے اندر اندر وہاں سے رخصت ہو جائے وِالّا اسے جاسوسی کی سزا میں قتل کر دیا جائے گا۔" پہلے اس کو وارننگ دے دی تھی کہ تین دن میں چلے جاؤ نہیں تو تم جو جاسوسی کر رہے ہو اس کی سزا تمہارا قتل ہے۔ اگر چلے جاؤ تو ٹھیک ورنہ پھر نہیں۔ "معاویہ نے وعدہ کیا کہ مَیں تین دن تک چلا جاؤں گا مگر جب یہ میعاد گزر گئی تو پھر بھی وہ وہیں خفیہ خفیہ پھرتا ہوا پایا گیا جس پر اسے قتل کر دیا گیا۔ تاریخ میں یہ مذکور نہیں ہوا کہ اس کی نیت کیا تھی مگر اس طرح خفیہ خفیہ مدینہ کے علاقہ میں رہنا اور باوجود متنبہ کر دیئے جانے کے مقررہ معیاد کے بعد بھی ٹھہرے رہنا ظاہر کرتا ہے کہ وہ کسی خطرناک ارادے سے وہاں ٹھہرا ہوا تھا اور کوئی تعجب نہیں کہ وہ اُحد کے میدان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بچ جانے پر پیچ و تاب کھاتا ہوا مدینہ میں آپؐ کے خلاف کوئی بدارادہ لے کر آیا ہو اور یہود یا منافقینِ مدینہ کی سازش سے کوئی مخفی وار کرنا چاہتا ہو مگر خدا تعالیٰ نے حفاظت فرمائی اور اس کی تجویز کارگر نہ ہوئی۔"

(سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 504 تا 506)

جنگِ اُحد کے انجام کے بارے میں بڑی طویل بحثیں کی گئی ہیں۔ بعض سیرت نگار جنگِ اُحد کو شکست یعنی مسلمانوں کی شکست سے تعبیر کرتے ہیں۔ بعض اس کو فتح کہنے سے عموماً کتراتے ہیں اور بین بین اپنی رائے رکھنا چاہتے ہیں۔ البتہ کچھ ایسے بھی ہیں کہ جو ایک شکست کے بعد عمومی طور پر فتح سے تعبیر کرتے ہیں جبکہ امرِ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت کے جنگی اصول اور رواج کو دیکھا جائے تو اس کے مطابق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسلمانوں کو میدانِ اُحد میں شکست ہوئی تھی کیونکہ شکست کیسی! یا کفار کو فتح کیسی! مسلمان تو میدان میں ہی اس وقت بھی موجود تھے کہ جب آخر کار ابوسفیان محض نعرے لگا کر اپنے لشکر کو لے کر میدانِ اُحد چھوڑ کر مکہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ اس نے وہاں یہ کھوکھلا نعرہ بھی لگایا کہ آج کا یہ دن بدر کے دن کا بدلہ ہے حالانکہ یہ بھی محض اس کا نعرہ ہی تھا۔ بدر کے دن کا بدلہ کیسے ہو گیا؟ بدر میں کفار کے سپہ سالار سمیت ان کے بڑے بڑے سردار قتل ہوئے تھے اور بدر میں ان کے ستر لوگ اسیر ہوئے تھے۔ بدر میں ایک کثیر مالِ غنیمت مسلمانوں کو حاصل ہوا تھا۔ بدر میں مسلمان جو فاتح تھے وہ حسبِ روایت تین دن تک مقیم رہے اور کفار کا لشکر وہاں سے بھاگا تھا جبکہ اُحد کے دن ان میں سے کوئی ایک بات بھی کفار کو نصیب نہ ہو سکی تو بھلا یہ بدر کا بدلہ کیسے ہو سکتا تھا۔ اس لیے اُحد کے دن بھی مسلمانوں کو شکست قطعاً نہیں ہوئی تھی ہاں پہلے مرحلے میں ایک واضح فتح کے بعد دوسرے مرحلے میں مسلمانوں کو سخت جانی نقصان کا سامنا کرنا پڑا لیکن انجام کار مسلمان میدانِ اُحد میں ہی قائم و موجود رہے اور کفار مکہ کو مکمل فتح اور جیت حاصل کرنے سے تائیدِ غیبی نے اپنی زبردست طاقت سے روکے رکھا اور باوجود ایک وقتی غلبہ کے وہ مسلمانوں کو مزید نقصان پہنچانے سے محروم رہے اور اس وقت کے جنگی رواج کے مطابق بے نیل و مرام میدانِ اُحد سے واپس چلے گئے۔ اور جب اس سے بالکل اگلے ہی روز حمراء الاسد کی طرف مسلمانوں کے تعاقب کو اس کے ساتھ ملا کر دیکھا جائے تو جنگِ اُحد ایک روشن اور واضح فتح کی صورت میں سامنے آتی ہے اور میدانِ اُحد میں ہزیمت کا جو ایک چرکہ لگا وہ بھی مسلمانوں کے لیے اور بعد کے زمانے کے لیے بہت ساری حکمتوں کا باعث بن گیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ "مستقل نتائج کے لحاظ سے تو جنگِ اُحد کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں اور بدر کے مقابل میں یہ جنگ کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن وقتی طور پر ضرور اس جنگ نے مسلمانوں کو بعض لحاظ سے نقصان پہنچایا۔ اوّل ان کے (مسلمانوں کے) ستر آدمی اس جنگ میں شہید ہوئے جن میں سے بعض اکابر صحابہؓ میں سے تھے اور زخمیوں کی تعداد تو بہت زیادہ تھی۔ دوسرے مدینہ کے یہود اور منافقین جو جنگِ بدر کے نتیجہ میں کچھ مرعوب ہو گئے تھے اب کچھ دلیر ہو گئے بلکہ عبداللہ بن اُبَیّ اور اس کے ساتھیوں نے تو کھلم کھلا تمسخر اڑایا اور طعنے دیئے۔ تیسرے قریش مکہ کو بہت جرأت ہو گئی اور انہوں نے اپنے دل میں یہ سمجھ لیا کہ ہم نے نہ صرف بدر کا بدلہ اتار لیا ہے بلکہ آئندہ بھی جب کبھی جتھا بنا کر حملہ کریں گے مسلمانوں کو زیر کر سکیں گے۔ چوتھے عام قبائلِ عرب نے بھی اُحد کے بعد زیادہ جرأت سے سر اٹھانا شروع کیا۔ مگر باوجود ان نقصانات کے یہ ایک بیّن حقیقت ہے کہ جو نقصان قریش کو جنگِ بدر نے پہنچایا تھا جنگِ اُحد کی فتح اس کی تلافی نہیں کر سکتی تھی۔ جنگِ بدر میں مکہ کے تمام وہ رؤساء جو درحقیقت قریش کی قومی زندگی کی روح تھے ہلاک ہو گئے تھے اور جیسا کہ قرآن شریف بیان کرتا ہے اس قوم کی صحیح معنوں میں جڑ کاٹ دی گئی تھی اور یہ سب کچھ ایک ایسی قوم کے ہاتھوں ہوا تھا جو ظاہری سامان کے لحاظ سے ان کے مقابلہ میں بالکل حقیر تھی۔ اس کے مقابلہ میں بے شک مسلمانوں کو اُحد کے میدان میں نقصان پہنچا لیکن وہ اس نقصان کے مقابلہ میں بالکل حقیر اور عارضی تھا جو بدر میں قریش کو پہنچا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اسلامی سوسائٹی کے مرکزی نقطہ تھے اور جو قریش کی معاندانہ کارروائیوں کا اصل نشانہ تھے خدا کے فضل سے زندہ موجود تھے۔ اس کے علاوہ اکابر صحابہؓ بھی سوائے ایک دو کے سب کے سب سلامت تھے۔ اور پھر مسلمانوں کی یہ ہزیمت ایسی فوج کے مقابلہ میں تھی جو اُن سے تعداد میں کئی گنے زیادہ اور سامانِ حرب میں کئی گنے مضبوط تھی۔ پس مسلمانوں کے لئے بدر کی عظیم الشان فتح کے مقابلہ میں اُحد کی ہزیمت ایک معمولی چیز تھی اور یہ نقصان بھی مسلمانوں کے لئے ایک لحاظ سے بہت مفید ثابت ہوا کیونکہ ان پر یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہو

گئی کہ رسول اللہؐ کے منشاء اور ہدایت کے خلاف قدم زَن ہونا کبھی بھی موجبِ فلاح اور بہبودی نہیں ہوسکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ٹھہرنے کی رائے دی اور اس کی تائید میں اپنا ایک خواب بھی سنایا مگر انہوں نے باہر نکل کر لڑنے پر اصرار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اُحد کے ایک درّہ میں متعین فرمایا اور انتہائی تاکید فرمائی کہ خواہ کچھ ہوجاوے اس جگہ کو نہ چھوڑنا مگر وہ غنیمت کے خیال سے اس جگہ کو چھوڑ کر نیچے اتر آئے اور گو یہ عملی کمزوری ایک محدود طبقہ کی طرف سے ظاہر ہوئی تھی مگر چونکہ انسانی تمدن سب کو ایک لڑی میں پرو کر رکھتا ہے اس لئے اس کمزوری کے نتیجہ میں نقصان سب نے اٹھایا جیسا کہ اگر کوئی فائدہ ہوتا تو وہ بھی سب اٹھاتے۔‘‘ پس یہ بھی ایک اصولی بات ہے۔ بعض لوگوں کی کمزوریوں سے بعض دفعہ پورے معاشرے کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسی طرح فائدے سے پورے معاشرے کا ایک اچھا اثر قائم ہوتا ہے۔ اب ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے حق میں بہت سارے لوگ بولتے ہیں۔ اب سو فیصد احمدی تو اعلیٰ معیار کے نہیں ہیں لیکن جو چند ایک ہیں، جن کا اچھا اثر ہے ان کی وجہ سے باقیوں کو بھی لوگ اچھے معیار کا سمجھتے ہیں۔

’’پس اُحد کی ہزیمت اگر ایک لحاظ سے موجب تکلیف تھی تو دوسری جہت سے وہ مسلمانوں کے لئے ایک مفید سبق بھی بن گئی اور تکلیف ہونے کے لحاظ سے بھی وہ ایک محض عارضی روک تھی جو مسلمانوں کے راستے میں پیش آئی اور اس کے بعد مسلمان اس سیلابِ عظیم کی طرح جو کسی جگہ رک کر اور ٹھوکر کھا کر زیادہ تیز ہوجاتا ہے نہایت سرعت کے ساتھ اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھتے چلے گئے۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 506-507)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی ایک تقریر میں جنگِ اُحد کے بعد کے واقعات کا جو تجزیہ کیا ہے اس کے کچھ نکات یہ ہیں: نمبر ایک یہ کہ مسلمانوں سے احساس شکست کو کلیۃً مٹانے کے لیے اس سے بہتر اَور کوئی اقدام ممکن نہ تھا کہ انہیں بلاتوقف از سرِ نو مقابلے کے لیے میدانِ قتل میں لے جایا جاتا۔

نمبر دو یہ کہ تازہ دم نوجوانوں اور نئے مجاہدین کو ساتھ چلنے کی اجازت نہ دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعی طور پر یہ ثابت کر دیا کہ آپؐ ظاہری اسباب پر بھروسہ نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے اس دعوے اور یقین میں سچے تھے کہ آپؐ کا اصل توکّل اپنے رب پر ہی ہے اور وہ یقیناً آپؐ کی نصرت پر قادر ہے۔

نمبر تین اس فیصلے کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان صحابہؓ کی دلداری فرمائی جن کے پاؤں میدانِ اُحد میں اکھڑ گئے تھے اور ان پر اس مکمل اعتماد کا اظہار فرمایا کہ وہ درحقیقت پیٹھ دکھانے والے نہیں تھے بلکہ اچانک ناگزیر حالات سے مجبور ہوگئے تھے۔

......انسانی جنگوں کی تاریخ میں ایک بھی مثال ایسی نظر نہیں آتی کہ کسی جرنیل نے اپنی فوج پر اتنے مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہو جبکہ وہی فوج صرف چند گھنٹے پہلے اسے تنہا چھوڑ کر میدان سے ایسے فرار اختیار کر چکی ہو کہ چند جاں نثاروں کے سوا ان کے پاس کچھ بھی نہ رہا ہو۔

نمبر چار یہ امر کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سو فیصد اعتماد درست تھا اور کوئی جذباتی فیصلہ نہ تھا اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ بلا استثنیٰ اُحد کے وہ سب مجاہدین پورے عزم اور جوش کے ساتھ اس انتہائی خطرناک مہم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے جن میں چلنے پھرنے کی سکت موجود نہ تھی اور کسی ایک نے بھی یہ کہہ کر منہ نہ موڑا کہ یہ مہم خودکشی کے مترادف ہے اور یہ اعتراض نہ کیا کہ ایک دفعہ بمشکل جان بچانے کے بعد پھر اس قوی اور جابر دشمن کے چنگل میں از خود پھنس جانا کہاں کی دانائی ہے؟...... محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُحد کے دوسرے روز ہی دشمن کے تعاقب کا فیصلہ اپنے ساتھیوں پر ایک ایسا عظیم احسان ہے کہ کبھی کسی سالار نے اپنی فوج پر نہیں کیا کہ ان کے زخمی کردار کو آن کی آن میں ایسی کامل شفا بخش دی ہو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

نمبر پانچ یہ کہ بعد کے واقعات سے ثابت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ سلم کا یہ اقدام محض نفسیاتی اور اخلاقی فوائد کا حامل نہیں تھا بلکہ فوجی نکتہ نگاہ سے بھی انتہائی کارآمد ثابت ہوا اور اس سے دشمن ایک اَور شدید تر حملے سے باز آ گیا بلکہ اس حال میں واپس لوٹا کہ فتح کی ترنگ کے بجائے بُری طرح مرعوب ہو چکا تھا۔ پس بغیر مزید نقصان کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محض اپنی حکمت اور تدبر کے طفیل متعدد عظیم الشان فوائد حاصل کیے۔ آپؒ لکھتے ہیں کہ ہر چند کہ غزواتِ نبویؐ پر نظر ڈالنے سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احسن اور بے مثل استعدادوں پر بھی حیران کن روشنی پڑتی ہے جو بحیثیت ایک سالارِ جیش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھیں لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اوّل و آخر حیثیت ایک جنگی ماہر کی نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور روحانی سردار کی تھی جس کے ہاتھوں میں مکارمِ اخلاق کا جھنڈا تھمایا گیا تھا۔

یہ بہت اہم چیز ہے۔ اعلیٰ اخلاق کا جھنڈا بلند رکھنے اور بلند تر کرتے جانے کے بعد جس عظیم جہاد میں مصروف تھے وہ ایک مسلسل کبھی نہ ختم ہونے والا ایک ایسا مجاہدہ تھا جو امن کی حالت میں بھی اسی طرح جاری رہا جیسے جنگ کے حالات میں۔ دن کو بھی آپؐ نے اس علَم کی حفاظت کی اور رات کو بھی۔ دشمن بارہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپؐ کے صحابہؓ کو شدید جسمانی ضربات پہنچانے اور المناک چرکے لگانے میں کامیاب ہوجاتا رہا مگر اس علَمِ اخلاق پر آپؐ نے کبھی ادنیٰ سی آنچ نہ آنے دی اور اس کو کوئی گزند نہ پہنچنے دیا۔ ان سب کے باوجود آپؐ کے اعلیٰ اخلاق جو تھے ان کا مظاہرہ ہمیشہ نظر آتا ہے۔ اس وقت بھی یہ جھنڈا آپؐ کے مقدس ہاتھوں میں بڑی شان کے ساتھ آسمانی رفعتوں سے ہمکنار تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن شدید زخموں سے نڈھال ہو کر اُحد کی اس پتھریلی زمین پر گر رہا تھا۔ اس وقت بھی یہ جھنڈا ایک عجیب شانِ بے نیازی کے ساتھ آپؐ کے ہاتھ میں لہرا رہا تھا جب چاروں طرف صحابہؓ کے بدن کٹ کٹ کر گر رہے تھے۔ پس خُلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان صحابہؓ کے اخلاق کا جہاد جو آپؐ کے ساتھ تھے اُحد کے قتال کے شانہ بشانہ بڑی قوت اور زور کے ساتھ جاری رہا اور فاتح اعظم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بار ہر اخلاقی معرکے میں عظیم فتح نصیب ہوئی۔ ان ہولناک زلازل کے وسط میں سے ہو کر آپؐ بسلامت نکل آئے جو اخلاق کی بڑی بڑی مضبوط عمارتوں کو بھی مسمار کر دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔

(ماخوذ از خطابات طاہر خطابات قبل از خلافت صفحہ 331 تا 335)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ’’اُحد کی جنگ میں بظاہر فتح کے بعد ایک شکست کا پہلو پیدا ہوا مگر یہ جنگ درحقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ایک بہت بڑا نشان تھا۔ اِس جنگ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسلمانوں کو پہلے کامیابی نصیب ہوئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق آپؐ کے عزیز چچا حمزہؓ لڑائی میں مارے گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق شروع حملہ میں کفار کے لشکر کا علمبردار مارا گیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خود آپؐ بھی زخمی ہوئے اور بہت سے صحابہؓ شہید ہوئے۔ اِس کے علاوہ مسلمانوں کو ایسے اخلاص اور ایمان کا مظاہرہ کرنے کا موقع ملا جس کی مثال تاریخ میں اَور کہیں نہیں ملتی۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 253)

اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ جنگِ اُحد بڑی بھاری فتح تھی۔ اس جنگ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم و تربیت کے کام کو دوبارہ شروع فرمانا کس طرح ہوا، حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’اِس لڑائی میں بہت سے مسلمان مارے بھی گئے اور بہت سے زخمی بھی ہوئے لیکن پھر بھی اُحد کی جنگ شکست نہیں کہلا سکتی...... یہ ایک بہت بڑی فتح تھی ایسی فتح کہ قیامت تک مسلمان اس کو یاد کر کے اپنے ایمان کو بڑھا سکتے ہیں اور بڑھاتے رہیں گے۔ مدینہ پہنچ کر آپؐ نے پھر اپنا اصل کام یعنی تربیت اور تعلیم اور اصلاحِ نفس کا شروع کر دیا۔ مگر آپؐ یہ کام سہولت اور آسانی سے نہیں کر سکے۔ اُحد کے واقعہ کے بعد یہود میں اَور بھی دلیری پیدا ہوگئی اور منافقوں نے اَور بھی سر اٹھانا شروع کر دیا اور وہ سمجھے کہ شاید اِسلام کو مٹا دینا انسانی طاقت کے اندر کی بات ہے۔ چنانچہ یہودیوں نے طرح طرح سے آپؐ کو تکلیفیں دینی شروع کر دیں۔ گندے شعر بنا کر ان میں آپؐ کی اور آپؐ کے خاندان کی ہتک کی جاتی تھی۔ ایک دفعہ آپؐ کو کسی جھگڑے کا فیصلہ کرنے کے لئے یہودیوں کے قلعہ میں جانا پڑا تو انہوں نے ایک تجویز کی کہ جہاں آپؐ بیٹھے تھے اس کے اوپر سے ایک بڑی سِل گرا کر آپ شہید کر دیئے جائیں مگر خدا تعالیٰ نے آپؐ کو وقت پر بتا دیا اور آپؐ وہاں سے بغیر کچھ کہنے کے چلے آئے۔ بعد میں یہودیوں نے اپنے قصور کو تسلیم کر لیا۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 257)

غزوۂ اُحد کے فوری بعد کے واقعات اور غزوہ حمراء الاسد کا بیان یہاں ختم ہوتا ہے۔

دنیا کے حالات اور مسلمانوں کے حالات اور فلسطین کے بارے میں دعاؤں کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ گو بظاہر بعض حلقوں کی طرف سے یہ تاثر ہے کہ سیز فائر کچھ عرصہ کے لیے ہو جائے لیکن جو حالات نظر آرہے ہیں اس سے لگتا ہے کہ اگر ہو بھی جائے تو تب بھی فلسطینیوں پر ظلم ختم نہیں ہوگا۔ اس لیے بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان فلسطینیوں کو بھی توفیق دے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں۔

بہرحال ان حالات نے متکبروں کے غرور توڑنے کے بھی سامان پیدا کر دیے ہیں اور اب لگ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے غرور توڑنے کے سامان پیدا کرنے کی کارروائی شروع کر دی ہے۔ کب مکمل طور پر یہ کام مکمل ہوتا ہے یہ اللہ بہتر جانتا ہے لیکن بہرحال ان کا یہ تکبر اب ٹوٹنا شروع ہوگیا ہے۔ ان کے اندر سے ہی ان کے مخالفین پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ امریکہ میں بھی احتجاج ہو رہے ہیں۔ اب طاقت کا استعمال کر رہے ہیں تاکہ احتجاج بند کریں لیکن پھر یہ چنگاریاں بھڑکیں گی۔ عارضی طور پر رکیں گی بھی تو پھر بھڑک جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ دنیا کی بڑی طاقتوں کو عقل دے اور انصاف سے کام لیں۔ اپنے لیے ان کے اَور اصول ہیں اور دوسروں کے لیے اَور۔ یہی چیز پھر ایک وقت میں آ کے یو این کے ٹوٹنے کا باعث بھی بن جائے گی۔

دوسری دعا جس کے لیے مَیں کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ اپنے لیے ہے۔ ایک عرصہ سے مجھے دل کے والو (volve) کی تکلیف تھی ڈاکٹر پروسیجر (procedure) کا کہا کرتے تھے لیکن مَیں ٹالتا رہتا تھا۔ اب ڈاکٹروں نے کہا، ایسی سٹیج آ گئی ہے کہ مزید انتظار مناسب نہیں۔ چنانچہ ان کے کہنے پر گذشتہ دنوں والو کی تبدیلی کا پروسیجر ہوا ہے۔ الحمدللہ ٹھیک ہوگیا۔ اور اس لیے مَیں چند دن ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق مسجد بھی نہیں آ سکا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اب جو پروسیجر ہونا تھا وہ اللہ کے فضل سے میڈیکلی کامیاب ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی زندگی دینی ہے فعال زندگی عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 24 مئی 2024ء صفحہ 2 تا 5)

......☆......☆......☆......

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(بقیہ واقعۂ افک)

جویریہ بنت حارث کی شادی

قبیلہ بنو مصطلق کے جو قیدی گرفتار ہوئے تھے ان میں اس قبیلہ کے سردار حارث بن اُبیّ ضرار کی بیٹی برّہ بھی تھی جو مسافع بن صفوان کے عقد میں تھی جو غزوہ مریسیع میں مارا گیا تھا۔ ان قیدیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب دستور مسلمان سپاہیوں میں تقسیم فرما دیا تھا اور اس تقسیم کی رو سے برّہ بنت حارث ایک انصاری صحابی ثابت بن قیس کی سپردگی میں دی گئی تھی۔ برّہ نے آزادی حاصل کرنے کے لئے ثابت بن قیس کے ساتھ مکاتبت کے طریق پر یہ سمجھوتہ کیا کہ وہ اگر اسے اس قدر رقم فدیہ کے طور پر ادا کر دے تو آزاد سمجھی جاوے۔ اس سمجھوتہ کے بعد برّہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارے حالات سنائے۔ اور یہ جتلا کر کہ میں بنو مصطلق کے سردار کی لڑکی ہوں فدیہ کی رقم کی ادائیگی میں آپ کی اعانت چاہی۔ اس کی کہانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت متاثر ہوئے اور غالباً یہ خیال کر کے کہ چونکہ وہ ایک مشہور قبیلہ کے سردار کی لڑکی ہے شاید اس کے تعلق سے اس قبیلہ میں تبلیغی آسانیاں پیدا ہو جائیں آپ نے ارادہ فرمایا کہ اسے آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی فرمالیں۔ چنانچہ آپ نے اسے خود اپنی طرف سے پیغام دیا اور اس کی طرف سے رضامندی کا اظہار ہونے پر آپ نے اپنے پاس سے اس کے فدیہ کی رقم ادا فرما کر اس کے ساتھ شادی کر لی۔ صحابہ نے جب یہ دیکھا کہ ان کے آقا نے بنو مصطلق کی رئیس زادی کو شرف ازدواجی عطا فرمایا ہے تو انہوں نے اس بات کو خلاف شانِ نبوی سمجھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال والوں کو اپنے ہاتھ میں قید رکھیں اور اس طرح ایک سو گھرانے یعنی سینکڑوں قیدی بلا فدیہ یک لخت آزاد کر دیئے گئے۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہ فرمایا کرتی تھیں کہ جویریہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برّۃ کا نام بدل کر جویریہ کر دیا تھا) اپنی قوم کے لئے نہایت مبارک وجود ثابت ہوئی ہے۔ اس رشتہ اور اس احسان کا یہ نتیجہ ہوا کہ بنو مصطلق کے لوگ بہت جلد اسلام کی تعلیم سے متاثر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو گئے۔

برّۃ کا نام بدلنے میں یہ حکمت تھی کہ چونکہ برّۃ کے معنی نیکی کے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ پسند نہیں فرماتے تھے کہ کبھی جب برّۃ گھر میں نہ ہوں اور کوئی شخص ان کے متعلق یہ دریافت کرے کہ آیا برّۃ گھر میں ہیں یا نہیں تو اسے یہ جواب ملے کہ برّۃ گھر میں نہیں ہے جس کے بظاہر یہ معنی ہیں کہ گویا نیکی اور برکت گھر سے اٹھ گئی ہے۔ یہ ایک بہت چھوٹی سی بات ہے مگر اس سے اس محبت پر بہت روشنی پڑتی ہے جو نیکی اور طہارت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قلب میں رکھتے تھے۔

حضرت جویریہ کی شادی کے متعلق ایک روایت یہ بھی آتی ہے کہ جب ان کے والد انہیں چھڑانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے فیض صحبت سے مسلمان ہو گئے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیغام ملنے پر انہوں نے خود برضا و رغبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کر دی۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جویریہ کے والد حارث نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میں سردار قوم ہوں میری لڑکی اس طرح قید میں نہیں رکھی جاسکتی۔ آپ نے فرمایا کہ جویریہ سے پوچھا جاوے اگر وہ آزاد ہو کر واپس جانا چاہے تو ہم اسے چھوڑ دیتے ہیں اور اگر ہمارے پاس ٹھہرنا چاہے تو ہمارے پاس ٹھہرے۔ جویریہ سے پوچھا گیا تو اس نے مسلمان ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کیا جس پر آپ نے اسے آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی فرمالی۔

عزل یعنی برتھ کنٹرول کی اجازت

اس غزوہ یعنی غزوہ بنو مصطلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کے دریافت کرنے پر عزل یعنی برتھ کنٹرول کے متعلق فرمایا کہ میں اسے ناجائز نہیں کہتا۔ یعنی بالفاظ دیگر آپ نے اس بات کو جائز قرار دیا کہ کوئی شخص کسی ضرورت و مصلحت سے کوئی ایسی تدبیر اختیار کرے کہ اس کی بیوی کو اس کی مجامعت سے حمل نہ ٹھہرے۔

اس فتویٰ کی رو سے ایک مسلمان کے لئے جائز ہوگا کہ اپنی بیوی کی صحت و تندرستی یا اولاد کی صحت و تندرستی یا کسی اور جائز مصلحت سے برتھ کنٹرول کے اصول پر عمل پیرا ہو۔ مگر جیسا کہ ایک قرآنی آیت سے استدلال ہوتا ہے اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ غربت اور مالی تنگی کے اندیشہ سے برتھ کنٹرول کا طریق اختیار کیا جاوے۔ اور نہ اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ بیوی کی رضامندی کے بغیر یہ طریق اختیار کیا جاوے۔ یہ مسئلہ گو اس زمانہ کے لحاظ سے ایک بالکل غیر اہم سا مسئلہ تھا مگر موجودہ زمانہ میں اس نے خاصی اہمیت اور دلچسپی اختیار کر لی ہے۔

مدینہ کا محاصرہ اور مسلمانوں کی نازک حالت

کفّار کی نامرادی۔ حقیقتِ معجزہ

جنگ احزاب یعنی غزوۂ خندق

شوال ۵ ہجری مطابق فروری و مارچ ۶۲۷ء

اب ہم تاریخ اسلامی کے اس حصہ میں داخل ہوتے ہیں جبکہ اسلام کے خلاف قبائل عرب کی دشمنی نہ صرف انتہاء کو پہنچ گئی بلکہ انہوں نے ایک متحدہ تدبیر کے ماتحت اپنی طاقتوں کو جمع کر کے اسلام کی بیخ کنی کا تہیہ کر لیا۔ مگر قدرت الٰہی کا ایسا تصرف ہوا کہ ان کے اس اتحاد میں ہی ناکامی کا تخم پیدا ہو گیا اور ابھی یہ عمارت پوری طرح کھڑی بھی نہ ہونے پائی تھی کہ اس کی بنیادیں کھوکھلی ہو کر گرنی شروع ہو گئیں۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مکہ کے قریش اور نجد کے قبائل غطفان وسلیم گو پہلے سے ہی مسلمانوں کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے اور آئے دن مدینہ کے خلاف حملہ آوری کی فکر میں رہتے تھے مگر ابھی تک انہوں نے اپنی طاقتوں کو اسلام کے خلاف ایک میدان میں مجتمع نہیں کیا تھا۔ لیکن جب یہود کے قبیلہ بنو نضیر کے لوگ اپنی غدّاری اور فتنہ انگیزی کی وجہ سے مدینہ سے جلاوطن کئے گئے تو ان کے رؤساء نے اس شریفانہ بلکہ محسنانہ سلوک کو فراموش کرتے ہوئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا آپس میں یہ تجویز کی کہ عرب کی تمام منتشر طاقتوں کو ایک جا جمع کر کے اسلام کو ملیا میٹ کرنے کی کوشش کی جاوے۔ اور چونکہ یہودی لوگ بڑے ہوشیار و چالاک تھے اور اس قسم کے سازشی کاموں میں خوب مہارت رکھتے تھے اس لئے ان کی مفسدانہ کوششیں بارآور ہوئیں اور قبائل عرب ایک جان ہو کر مسلمانوں کے خلاف میدان میں نکل آئے۔

یہودی رؤساء میں سے سلام بن ابی الحقیق۔ حیی بن اخطب اور کنانہ بن الربیع نے اس اشتعال انگیزی میں خاص طور پر حصہ لیا۔ چنانچہ ان فتنہ پردازوں نے اپنے نئے وطن خیبر سے نکل کر حجاز اور نجد کے قبائل کا دورہ کیا اور سب سے پہلے مکہ میں پہنچ کر قریش کو اپنے ساتھ گانٹھا۔ اور رؤساء قریش کو خوش کرنے کے لئے اس بات تک کے کہنے سے دریغ نہیں کیا کہ مسلمانوں کے دین سے تمہارا دین (شرک و بت پرستی) اچھا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے نجد میں جا کر قبیلہ غطفان کو اپنے ساتھ ملایا اور اس قبیلہ کی شاخہائے فرارہ اور مرہ اور اشجع وغیرہ کو اپنے ساتھ نکلنے کے لئے تیار کر لیا پھر قریش اور غطفان کی انگیخت سے قبائل بنو سلیم اور بنو اسد بھی اس مخالف اسلام اتحاد کی کڑی میں منسلک ہو گئے۔ اور دوسری طرف یہود نے اپنے حلیف قبیلہ بنو سعد کو پیغام بھیج کر اپنی اعانت کے لئے کھڑا کر لیا۔ اس زبردست اتحاد کے علاوہ قریش نے اپنے گردونواح کے قبائل میں سے بھی بہت سے لوگوں کو جو ان کے توابع میں سے تھے اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور پھر پوری تیاری کے بعد صحرائے عرب کے یہ خونخوار قبائل مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے کے ارادے سے ایک سیل عظیم کی طرح مدینہ پر امڈ آئے۔ اور یہ عزم کیا کہ جب تک اسلام کو صفحۂ دنیا سے مٹا نہیں لیں گے واپس نہیں لوٹیں گے۔

کفار کے اس عظیم الشان لشکر کا اندازہ دس ہزار نفوس سے لے کر پندرہ ہزار بلکہ بعض روایات کی رو سے چوبیس ہزار تک لگایا گیا ہے۔ اگر دس ہزار کے اندازے کو ہی صحیح تسلیم کیا جاوے تو پھر بھی اس زمانہ کے لحاظ سے یہ تعداد اتنی بڑی تھی کہ غالباً اس سے پہلے عرب کے قبائلی جنگوں میں اتنی بڑی تعداد کبھی کسی جنگ میں شامل نہیں ہوئی ہوگی۔ جنگ کی کمان کا انتظام یہ تھا کہ سارے لشکر کا قائد اعظم یعنی سپہ سالار ابوسفیان بن حرب تھا۔ جو سپہ سالار ہونے کے علاوہ اپنے قبیلہ قریش کا امیر العسکر بھی تھا۔ قبائل غطفان کی مجموعی کمان عیینہ بن حصن فزاری کے ہاتھ میں تھی اور اس کے ماتحت ہر قبیلہ کا الگ الگ کمانڈر تھا۔ بنو سلیم کا کمانڈر سفیان بن عبد شمس تھا اور بنو اسد اپنے رئیس طلیحہ بن خویلد کی کمان میں تھے۔ سامان خورد و نوش اور سامان جنگ بھی ہر طرح کافی وشافی تھا۔ اس طرح یہ لشکر شوال ۵ ہجری مطابق فروری و مارچ ۶۲۷ء میں مدینہ کی طرف بڑھنا شروع ہوا۔

اتنے بڑے لشکر کی نقل و حرکت کا مخفی رکھنا کفار کے لئے مشکل تھا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جاسوسی کا انتظام بھی نہایت پختہ تھا۔ چنانچہ ابھی قریش کا لشکر مکہ سے نکلا ہی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی خبر پہنچ گئی۔ جس پر آپ نے صحابہ کو جمع کر کے اس کے متعلق مشورہ فرمایا۔ اس مشورہ میں ایران کے ایک مخلص صحابی سلمان فارسی بھی شریک تھے جن کے اسلام لانے کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ چونکہ سلمان فارسی عجمی طریق جنگ سے واقف تھے انہوں نے یہ مشورہ پیش کیا کہ مدینہ کے غیر محفوظ حصہ کے سامنے ایک لمبی اور گہری خندق کھود کر اپنے آپ کو محفوظ کر لیا جاوے۔ خندق کا خیال عربوں کے لئے بالکل نیا تھا، لیکن یہ معلوم کر کے کہ یہ طریق جنگ دیار عجم میں عام طور پر کامیابی کے ساتھ رائج ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تجویز کو منظور فرمایا۔ اور چونکہ مدینہ کا شہر تین طرف سے ایک حد تک محفوظ تھا یعنی مکانات کی مسلسل دیواروں اور گھنے درختوں اور چٹانوں کے سلسلے کی وجہ سے یہ اطراف لشکر کفار کے اچانک حملہ سے محفوظ تھیں اور صرف شامی طرف ایسی تھی جہاں دشمن ہجوم کر کے مدینہ پر حملہ آور ہو سکتا تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غیر محفوظ طرف میں خندق کے کھودے جانے کا حکم دیا۔ اور آپ نے خود اپنی نگرانی میں موقع پر نشان لگا کر تقسیم کار کے اصول کے ماتحت خندق کو دس دس ہاتھ یعنی پندرہ پندرہ فٹ کے ٹکڑوں میں تقسیم کر کے ہر ٹکڑہ دس دس صحابیوں کے سپرد فرما دیا۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 570 تا 575، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ رضی اللہ عنہ)

(1470) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ مراد خاتون صاحبہ اہلیہ محترمہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم ومغفور نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت اُمّ المومنین اور سب نے مل کر آم کھائے صحن میں چھلکوں اور گٹھلیوں کے دوتین ڈھیر لگ گئے جن پر بہت سی مکھیاں آگئیں۔ اس وقت میں بھی وہاں بیٹھی تھی۔ کچھ خادمات بھی موجود تھیں مگر حضرت اقدس نے خود ایک لوٹے میں فینائل ڈال کر سب صحن میں چھلکوں کے ڈھیروں پر اپنے ہاتھ سے ڈالی۔

(1471) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ (حضرت مسیح موعودؑ نے۔ ناقل) ایک دفعہ فرمایا کہ ”دعا نماز میں کرنی چاہئے رکوع میں، سجدہ میں، بعد تسبیحات مسنونہ اپنی زبان میں دعا مانگے۔ بعض لوگ نماز تو جلدی جلدی پڑھ لیتے ہیں اور بعد نماز ہاتھ اٹھا کر لمبی لمبی دعائیں کرتے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جب سامنے کھڑا ہو اس وقت مانگتا نہیں۔ جب باہر آجائے تو پھر دروازہ جا کھٹکانے لگے۔ نمازی نماز کے وقت خدا تعالیٰ کے حضور سامنے کھڑا ہوتا ہے اور اس وقت تو جلدی جلدی نماز پڑھ لیتا ہے اور کوئی حاجت یا ضرورت خدا تعالیٰ کے حضور پیش نہیں کرتا لیکن جب نماز سے فارغ ہو کر حضوری سے باہر آجاتا ہے پھر مانگنا شروع کرے (یہ ایک قسم کی سوء ادبی ہوگی) اس کے یہ معنے نہیں کہ بغیر نماز دعا جائز نہیں صرف یہ مطلب ہے کہ نماز کے وقت خاص حضوری ہوتی ہے اس وقت ایسا نہیں کرنا چاہئے بلکہ بہتر ہے کہ نماز کے اندر دعا کرے وہ قبولیت کا وقت ہوتا ہے۔

(1472) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ مراد خاتون صاحبہ اہلیہ محترمہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ”میں نے حضرت اماں جان صاحبہ سے سنا کہ ایک دفعہ شام کے وقت حضرت اُمّ المومنین صاحبہ اور مولویانی نے صلاح کی کہ حسن بی بی اہلیہ ملک غلام حسین صاحب کو ڈرائیں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے تو حضرت اُمّ المومنین نے حسن بی بی سے کہا کہ پانی پلاؤ جب وہ پانی لینے گئی تو مولویانی صاحبہ چارپائی کے نیچے چھپ گئی۔ وہ پانی لے کر آئی اور چارپائی کے پاس کھڑی ہو کر پانی دینے لگی تو مولویانی صاحبہ نے نیچے سے اس کے پاؤں کی زور سے چٹکی لی۔ اس نے دو تین چیخیں ماریں اور زمین پر گر پڑی۔ حضور علیہ السلام مسجد سے گھبرائے ہوئے تشریف لائے اور استفسار فرمایا تو حضرت اماں جان اور سب چپ ہو گئیں۔ اس پر آپؑ نے فرمایا کہ ”میں نے کئی بار کہا ہے کہ نماز کے وقت ایسی باتیں نہ کیا کرو۔“ آپ علیہ السلام ہنستے بھی جاتے کیونکہ حضور علیہ السلام کو معلوم ہو گیا تھا کہ مذاق کیا گیا ہے۔

(1473) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ”اللہ دتہ و علی محمد چھینبے وغیرہ سکنائے سوہل تحصیل وضلع گورداسپور ابتدائے دعویٰ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے وقت اکثر معترض رہتے تھے اور ہر حرکت وسکون پر اعتراض کرتے رہتے تھے۔ مینار (جو نزول گاہ مسیح موعودؑ ہے) پر بھی معترض تھے کہ ”مینار کہاں ہے؟“ جس پر حضرت مسیح کا نزول احادیث میں آیا ہے۔ ایک روز حضرت صاحبؑ کے حضور عرض کیا گیا کہ مولوی اللہ دتہ وغیرہ سوہلوی (چھینبے) مینار کے متعلق اعتراض کرتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ”جس وقت مینار بنے گا اس وقت یہ چھینبے کہاں ہوں گے؟ (یعنی ہلاک ہو چکے ہوں گے) چنانچہ ایسا ہی ہوا ایک طاعون سے ہلاک ہوا اور دوسرا علی محمد زندہ درگور کی حالت میں ہے کبھی کلام کرتا نہیں سنا گیا۔

(1474) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ اہلیہ محترمہ قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائی فوت ہوئی تھیں تو حضورؑ نے افسوس کیا تھا اور فرمایا تھا کہ ”آج ہماری دائی صاحبہ فوت ہو گئی ہیں۔“

(1475) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضورؑ نے ایک بزرگ کا ذکر کیا کہ وہ دعا کرتے اور جواب جناب الٰہی سے آتا کہ تمہاری دعا مردود ہے، قابل قبول نہیں۔ اتفاق سے ان کا ایک مرید ملنے کے لئے آ گیا۔ جب حسب دستور انہوں نے دعا شروع کی تو جناب الٰہی سے وہی جواب ملا جو روز ملا کرتا تھا۔ آخر مرید نے بھی وہ جواب سن لیا تو اس نے اپنے پیر کی خدمت میں عرض کی کہ جبکہ یہی جواب آتا ہے کہ تمہاری دعا مردود ہے قابل قبول نہیں تو آپ دعا ترک کیوں نہیں کر دیتے؟ تو پیر نے جواباً فرمایا کہ تم دو تین رات میں ہی سن کر گھبرا گئے۔ میں تو قریباً ۳۰ سال سے یہی جواب سن رہا ہوں کہ ”تمہاری دعا مردود ہے قابل قبول نہیں ہے۔“ وہ بے نیاز ہے جو چاہے کرے اور میں بندہ ہوں، اس کے سوا میرے لئے کوئی پناہ نہیں ہے۔ وہ اپنی بے نیازی کی وجہ سے میری دعا کو رد کرتا جائے۔ میں اپنی بندگی اور عبودیت کو اس کے حضور پیش کر کے مانگتا جاؤں گا جب تک کہ دم میں دم ہے۔ جب اس کا استقلال اس حد تک پہنچ گیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کو بذریعہ الہام بتایا گیا کہ ”تمہاری سب دعائیں مقبول ہیں۔“

(1476) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ اہلیہ محترمہ قاضی عبد الرحیم صاحب بھٹی قادیان نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عورت (قوم خانہ بدوش) آلے بھولے یعنی مٹی کے کھلونے بیچنے والی آئی اس نے آواز دی۔ ”لونی آلے بھولے۔“ گرمی کا موسم تھا۔ حضور علیہ السلام اور اماں جان ان دنوں دن کو مکان کے نیچے کے حصہ میں رہتے تھے۔ حضورؑ کھانا کھا کر ٹہل رہے تھے کہ اس عورت نے آواز دی۔ ”لونی آلے بھولے۔“ ابھی میں نے جواب نہیں دیا تھا کہ وہ پھر بولی کہ میں سخت بھوکی ہوں مجھے روٹی دو۔ صفیہ کی اماں جو حضور کی خادمہ تھی اس وقت کھانا کھلایا کرتی تھی۔ انہوں نے دو روٹیاں سلطانو کو دیں کہ ان پر دال ڈال کر اس کو دے دو۔ سلطانی مغلانی بھی حضور علیہ السلام کے گھر میں آنکھوں سے معذور اور غریب ہونے کی وجہ سے رہتی تھی۔ اس نے جب دال ڈال کر اس سائلہ کو دی تو اس عورت نے جلدی سے ٹوکرا زمین پر رکھ کر روٹی ہاتھ میں لی اور جلدی سے ہی ایک بڑا سا لقمہ توڑ کر اپنے منہ میں ڈالنے کے لئے منہ اوپر کیا اور ساتھ ہی ہاتھ بھی اونچا کیا۔ مکان کی پکی عمارت اس کو نظر آئی تو لقمہ اس کے ہاتھ میں تھا اور سخت بھوکی منہ اوپر کو کئے ہوئے اس نے پوچھا کہ ”یہ کس کا گھر ہے کہیں عیسائیوں کا تو نہیں۔“ سلطانو نے کہا کہ ”تو کون ہے؟“ اس نے کہا کہ ”میں مسلمان امت رسول دی۔“ حضورؑ ٹہلتے ہوئے یہ بات سن کر کھڑے ہو گئے فرمایا ”اس کو کہہ دو۔ یہی مسلمانوں کا گھر ہے۔“ پھر تین بار فرمایا کہ ”اس کو کہہ دو کہ یہ خاص مسلمانوں کا گھر ہے۔“ پھر ایک روپیہ اپنی جیب سے نکال کر اس کو دیا اور اس کے اس فعل سے کہ باوجود سخت بھوک ہونے کے اس نے جب تک تحقیق نہیں کر لی کہ یہ خیرات مسلمانوں کی ہے اس کو نہیں کھایا، آپ بہت خوش ہوئے۔

(1477) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جلسہ (دھرم) مہوتسو لاہور کے موقعہ پر جب حضور علیہ السلام کا مضمون ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ جو حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ نے بمقام لاہور پڑھ کر سنایا تھا جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ ”**مضمون بالا رہا**“ اس وقت محویت سامعین کا یہ حال تھا کہ کوئی اگر کھانستا بھی تو سامعین گوارا نہ کرتے تھے۔ مضمون کیا تھا اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ایک چمکتا ہوا نشان تھا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی مکذب کا مضمون اس مضمون سے ایک روز پہلے ہو چکا تھا جو اس نے خود پڑھا تھا جس میں اس نے کہا تھا کہ لوگ ہم سے نشان مانگتے ہیں ہم کہاں سے نشان دکھلائیں؟ ہم میں کوئی اب نشان دکھلانے والا نہیں ہے۔ اس کے بعد دوسرے دن حضور علیہ السلام کا مضمون پڑھا گیا جس میں بڑے زور سے کہا گیا کہ ”اندھا ہے وہ جو کہتا ہے کہ کہاں سے نشان لائیں؟ آؤ میں نشان دکھلاتا ہوں اور میں اندھوں کو آنکھیں بخشنے کے لئے آیا ہوں (یہ فقرات بذات خود نشان تھے کیونکہ مولوی محمد حسین کا مضمون پہلے پڑھا گیا تھا اور حضور علیہ السلام کا بعد میں پڑھا گیا اور اگر حضور علیہ السلام کا مضمون پہلے پڑھا جاتا اور مولوی محمد حسین کا بعد میں پڑھا جاتا تو بے مزگی پیدا ہو جاتی لیکن قدرت کا منشا تھا کہ اسلام کی عظمت ظاہر ہو اس لئے مولوی محمد حسین نے جو کمزوری (اسلام کی طرف) اپنے مضمون میں دکھلائی تھی خدا کے ماموروں مرسل نے اس کو ردّ کر کے اسلامی شوکت کو بلند کر دیا۔ الحمد للہ علی ذالک

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ چہارم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم آسانی پیدا کرو اور تنگی پیدا نہ کرو اور تم بشارت دینے والے بنو، نہ کہ نفرت پیدا کرنے والے۔

(بخاری کتاب العلم باب ما کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتخولہ بالموعظۃ والعلم)

طالب دعا: شیخ صادق علی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے لئے چاہا ہے کہ ہر دو لذتیں اٹھائیں۔ بعض وقت دنیوی لذات آرام اور طیّبات کے رنگ میں بعض وقت عسرت اور مصائب میں۔ تا کہ ان کے دونوں اخلاق کامل نمونہ دکھا سکیں۔ بعض اخلاق طاقت میں اور بعض مصائب میں کھلتے ہیں۔ (ملفوظات جلد اول، صفحہ نمبر 15 مطبوعہ قادیان 2018)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریلؑ مجھے ہمسایہ سے سلوک کرنے کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے یہ خیال کیا کہ عنقریب اس کو بھی وارث قرار دیں گے۔

(بخاری کتاب الادب بَابُ الْوَصَاۃِ بِالْجَارِ)

طالب دعا: سید وسیم احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

قرآن کریم اور احادیث میں بہت سی تمثیلی باتیں بیان ہوئی ہیں، جنہیں اگر ظاہر پر محمول کیا جائے تو انکے حقیقی معانی سمجھ نہیں آسکتے، اسلئے انکی تاویل کرنی پڑتی ہے

مسلم میں قیامت کی گھڑی قائم ہونے سے پہلے دنیا کی کئی اقوام کے ساتھ مسلمانوں کے قتال کا ذکر ہے، جبکہ اس کے برعکس بخاری میں ہے کہ
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اسلام کی نشأۃ ثانیہ کیلئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فرزند مسیح محمدیؑ جب مبعوث ہوگا تو وہ جنگوں کو موقوف کردیگا

قرآن کریم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ
اس مسیح محمدیؑ کا ظہور آخری زمانہ میں ہوگا جو قیامت کی گھڑی کے ساتھ متصل ہوگا اور یہی مسیح محمدی اس دجال کا خاتمہ کرے گا

پس ایک طرف تو بعض احادیث میں مسلمانوں کی آخری زمانہ میں مختلف اقوام کے ساتھ جنگوں کا ذکر ہے اور دوسری طرف
مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جنگوں کے خاتمہ کا ذکر ہے، اب ان دونوں قسم کی احادیث کے ہم ظاہری معانی نہیں کر سکتے کیونکہ دونوں باتیں آپس میں متضاد ہیں

ان دونوں قسم کی احادیث کی آپس میں اس طرح تطبیق ہوگی کہ تلوار اور مختلف قسم کے ہتھیاروں کے ساتھ تو اس آخری زمانہ میں اسلام کی کسی کے ساتھ جنگ نہیں ہوگی، لیکن دجالی فتنہ جو یہود و نصاریٰ ہی کا ایک بگڑا ہوا گروہ ہے، اسکے مقابلہ کے لیے اللہ تعالیٰ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق مسیح محمدیؑ کو بھیجے گا اور اللہ اس مسیح و مہدی کے ذریعہ اسلام کے دفاع کے لیے خلافت کا ایک روحانی نظام قائم فرمائے گا جو اپنے آقا و مطاع کی پیروی میں دلائل و براہین کے ساتھ اس دجالی فتنہ کا مقابلہ کرے گا

اس روحانی معرکہ میں جو اقوام دجالی فتنہ کا ساتھ دیں گی یہی اقوام اصل میں ''غرقد'' کا درخت ہیں جو اس دجالی فتنہ کو پناہ دینے کا باعث بن رہی ہیں

سیّدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:68)

سوال: سیرالیون سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مسلمان یہودیوں سے لڑائی نہ کر لیں۔ اور یہود پتھروں اور درختوں کے پیچھے چھپیں گے اور پتھر اور درخت پکاریں گے کہ اے مسلمانو!، یہودی یہاں چھپا ہے آؤ اسے قتل کرو۔ مگر ''غرقد'' ایسا نہیں پکارے گا کیونکہ یہ درخت یہود کا ہے۔ اس حدیث کا مطلب سمجھا دیں نیز ''غرقد'' سے کیا مراد ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ ۱۶/اکتوبر ۲۰۲۲ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:

جواب: آپ نے اپنے خط میں جس حدیث کا ذکر کیا ہے وہ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُوْنَ الْيَهُودَ فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُوْنَ حَتَّى يَخْتَبِئَ الْيَهُوْدِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُوْلُ الْحَجَرُ أَوِ الشَّجَرُ يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللهِ هَذَا يَهُوْدِيٌّ خَلْفِي فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ إِلَّا الْغَرْقَدَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُوْدِ۔ (صحیح مسلم كِتَاب الْفِتَنِ وَأَشْرَاطِ السَّاعَةِ بَاب لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَتَمَنَّى أَنْ يَكُونَ مَكَانَ الْمَيِّتِ مِنَ الْبَلَاءِ) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کی گھڑی قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہود سے جنگ کریں گے اور مسلمان انہیں قتل کریں گے یہاں تک کہ یہودی کسی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپ جائے گا تو وہ پتھر یا درخت کہے گا اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ میرے پیچھے یہودی ہے آ اور اسے قتل کر، سوائے غرقد (درخت) کے کیونکہ وہ یہود کا درخت ہے۔

قرآن کریم اور احادیث میں بہت سی تمثیلی باتیں بیان ہوئی ہیں، جنہیں اگر ظاہر پر محمول کیا جائے تو ان کے حقیقی معانی سمجھ نہیں آ سکتے۔ اس لیے ان باتوں کی حقیقت کو جاننے کے لیے ان کی تاویل کرنی پڑتی ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ باتوں کی تاویل بھی اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور اس کے فرستادہ ہی بہتر جانتے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان باتوں کی تاویلات سکھاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ (آل عمران: 8) یعنی وہی ہے جس نے تجھ پر یہ کتاب نازل کی ہے جس کی بعض (آیتیں تو) محکم ہیں جو اس کتاب کی جڑ ہیں اور کچھ اور (ہیں جو) متشابہ ہیں۔ پس جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو فتنہ کی غرض سے اور اس (کتاب) کو (اس کی حقیقت سے) پھیر دینے کے لیے ان (آیات) کے پیچھے پڑ جاتے ہیں جو اس (کتاب) میں سے متشابہ ہیں۔ حالانکہ اس کی تفسیر کو سوائے اللہ کے اور علم میں کامل دستگاہ رکھنے والوں کے (کہ) جو کہتے ہیں (کہ) ہم اس (کلام) پر ایمان رکھتے ہیں (اور جو کہتے ہیں کہ یہ) سب ہمارے رب کی طرف سے ہی ہے کوئی نہیں جانتا اور عقل مندوں کے سوا کوئی بھی نصیحت حاصل نہیں کرتا۔

چنانچہ صحیح مسلم کے اسی باب میں جہاں مذکورہ بالا حدیث بیان ہوئی ہے کئی اَور احادیث بھی بیان ہوئی ہیں، جن کی بہر حال ہمیں کوئی نہ کوئی تاویل کرنی پڑے گی۔ ورنہ ان کے ظاہری الفاظ کے کوئی معانی نہیں بنتے۔ مثلاً حبشہ کے چھوٹی پنڈلیوں والے ایک شخص کا کعبہ کو تباہ کرنا۔ قیامت کی گھڑی قائم ہونے سے پہلے قحطان کے ایک آدمی کا لوگوں کو اپنے عصا سے ہانکنا۔ دن اور راتیں ختم ہونے سے پہلے جھجاہ نامی شخص کا حکومت کرنا۔ اسی طرح اور کئی احادیث ہیں جن کے معانی سمجھنے کے لیے ہمیں ان کی کوئی نہ کوئی تاویل کرنی پڑے گی۔

یہ حدیث جس کی بابت آپ نے دریافت کیا ہے، اس میں قیامت کی گھڑی قائم ہونے سے پہلے مسلمانوں کی یہود کے ساتھ جنگ کا ذکر ہے۔ اسی طرح صحیح مسلم کے اسی باب میں قیامت کی گھڑی قائم ہونے سے پہلے مسلمانوں کی ترکوں کے ساتھ جنگ کا بھی ذکر ہے۔ نیز بالوں کے جوتے پہننے والی قوم اور ڈھالوں جیسے چہروں والی قوم اور چھوٹی آنکھوں اور چھوٹی اور چپٹی ناک والی قوم کے ساتھ بھی جنگ کا ذکر ہے۔ گویا دنیا کی کئی اقوام کے ساتھ مسلمانوں کے قتال کا ذکر ہے۔ جبکہ اس کے برعکس صحیح بخاری کی ایک روایت میں یہ بھی مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے عین مطابق اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فرزند اور غلام صادق مسیح محمدیؑ جب مبعوث ہوگا تو وہ جنگوں کو موقوف کر دے گا۔
(صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی فرمان کی بنا پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی مسلمانوں کو اس نام نہاد جہاد سے باز رہنے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی صورت میں ہتھیاروں کی اس جنگ میں ان کی ناکامی کے انذار پر مبنی نصائح فرمائیں۔ چنانچہ آپؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ
عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا
جب آئے گا تو صُلح کو وہ ساتھ لائے گا
جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تِیر و تفنگ کا
یہ حکم سُن کے بھی جو لڑائی کو جائے
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اُٹھائے گا

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 77-78)

اور عملاً اسی طرح ہو رہا ہے اور جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس واضح ہدایت کی نافرمانی کر رہے ہیں وہ ہزیمت بھی اٹھا رہے ہیں۔

قرآن کریم اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اس مسیح محمدیؑ کا ظہور آخری زمانہ میں ہوگا جو قیامت کی گھڑی کے ساتھ متصل ہوگا۔ نیز یہ کہ وہ دجال جس سے تمام انبیاء

اپنی اپنی قوم کو ڈراتے آئے ہیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کے بارے میں صحابہؓ کو انذار فرمایا، اس کا ظہور بھی اسی مسیح محمدی کے ہی زمانہ میں ہوگا۔ اور یہی مسیح محمدی اس دجال کا خاتمہ کرے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الفتن واشراط الساعۃ بَاب ذِكْرِ الدَّجَّالِ وَصِفَتِهِ۔ صحیح بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال)

پس ایک طرف تو بعض احادیث میں مسلمانوں کی آخری زمانہ میں مختلف اقوام کے ساتھ جنگوں کا ذکر ہے اور دوسری طرف مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جنگوں کے خاتمہ کا ذکر ہے، اب ان دونوں قسم کی احادیث کے ہم ظاہری معانی نہیں کر سکتے کیونکہ دونوں باتیں آپس میں متضاد ہیں۔ اس لیے لازماً ہمیں ایک بات کی تاویل کرنی پڑے گی۔ چنانچہ جب ہم اس آخری زمانہ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ اسلام کے پہلے دور میں مذہب کے نام پر تلوار کے ساتھ جس طرح جنگیں ہو رہی تھیں، اس آخری زمانہ میں مسلمانوں کے ساتھ کسی قوم کی اس طرح تلوار یا گولہ بارود کے ساتھ مذہبی جنگیں نہیں ہو رہیں بلکہ دنیا کے مختلف مذاہب اور اقوام طرح طرح کے اعتراضات کے ساتھ اسلام اور بانی اسلامؐ پر حملے کر رہے ہیں۔ لہٰذا ان دونوں قسم کی احادیث کی آپس میں اس طرح تطبیق ہوگی کہ تلوار اور مختلف قسم کے ہتھیاروں کے ساتھ تو اس آخری زمانہ میں اسلام کی کسی کے ساتھ جنگ نہیں ہوگی۔ لیکن دجالی فتنہ جو یہود ونصاریٰ ہی کا ایک بگڑا ہوا گروہ ہے، مذہب اور خصوصاً اسلام کے خلاف چونکہ اس رنگ میں نبرد آزما ہوگا کہ دنیا کی تمام اقوام کو مذہب سے دور کر کے خدا تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے تعلق میں دوری پیدا کرنے کی کوشش کرے گا اور اس کے لیے وہ تمام مذاہب اور خاص طور پر اسلام جو تمام مذاہب کا سردار مذہب ہے کے خلاف طرح طرح کے اعتراضات اٹھائے گا اور لوگوں کے دلوں میں مذہب کے لیے نفرت پیدا کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس دجالی فتنہ کے مقابلہ کے لیے اللہ تعالیٰ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام صادق اور جری اللہ فی حلل الانبیاء کو بھیجے گا جو دلائل و براہین کے ساتھ مذہب کا دفاع کرے گا اور لوگوں کے دلوں میں مذہب اور خدا تعالیٰ کے روحانی نظام کی محبت پیدا کرے گا۔ اور الٰہی تائید کے ساتھ اس دجالی فتنہ کی حقیقت لوگوں پر آشکار کرے گا۔ اور جو لوگ اس مسیح محمدی کی پیروی کریں گے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اسلام کے دفاع کے لیے خلافت کا ایک روحانی نظام قائم فرمائے گا جو قرآن کریم، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے روحانی فرزند کی تعلیمات کے ذریعہ لوگوں کو خدا تعالیٰ کے قریب سے قریب تر لانے کی کوشش کرے گا۔ اور اپنے آقا و مطاع کی پیروی میں دلائل و براہین کے ساتھ اس دجالی فتنہ کا مقابلہ کرے گا۔

اس روحانی معرکہ میں جو اقوام خواہ وہ یورپ کی ہوں یا امریکہ و افریقہ کی ہوں اور بھلے ان کے آپس میں باہمی اختلافات ہوں لیکن وہ بحیثیت مجموعی اس دجالی فتنہ کا ساتھ دیں گی۔ اور یہی اقوام اصل میں ’’غرقد‘‘ کا درخت ہیں جو ہر جائز و ناجائز طریق سے اس دجالی فتنہ کو مدد فراہم کر کے اسے پناہ دینے کا باعث بن رہی ہیں۔

سوال: کینیڈا سے ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر کبیر میں تحریر فرمایا ہے کہ ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں ہیں اور بعد میں بھی چار رکعتیں ہیں، چار کی جگہ دو دو بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔ جبکہ فقہ احمدیہ میں لکھا ہے کہ ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت اور فرض پڑھنے کے بعد دو رکعت نماز سنت ہے۔ اس بارے میں راہنمائی کی درخواست ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 11 نومبر 2022ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اصل بات یہ ہے کہ نماز ظہر کے فرضوں سے پہلے اور بعد میں پڑھی جانے والی سنت نماز کی رکعات کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ کی روایات ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر سے پہلے چار اور بعد میں دو رکعات پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، بَاب الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ، صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، بَاب جَوَازِ النَّافِلَةِ قَائِمًا وَقَاعِدًا) نیز سنن ترمذی میں حضرت علیؓ کی بھی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعات اور بعد میں دو رکعات ادا فرمایا کرتے تھے۔ (سنن ترمذی، کتاب الصلوٰۃ، بَاب مَا جَاءَ فِي الْأَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ) اسی طرح سنن ترمذی میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جب کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعات ادا نہیں کر پاتے تھے تو ظہر کے بعد ان چار رکعات کو ادا فرماتے تھے۔ (سنن ترمذی، کتاب الصلوٰۃ، بَاب مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ) علاوہ ازیں سنن ترمذی میں حضرت ام حبیبہؓ کی روایات ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ظہر سے پہلے چار اور بعد چار رکعات پڑھیں اللہ تعالیٰ نے اسے آگ پر حرام کر دیا۔ (سنن ترمذی، کتاب الصلوٰۃ، بَاب مَا جَاءَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ) ان روایات کے علاوہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر سے پہلے اور بعد میں دو دو رکعات پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، بَاب التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ، صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا بَاب فَضْلِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ قَبْلَ الْفَرَائِضِ وَبَعْدَهُنَّ)

ان تمام احادیث پر یکجائی نظر ڈالنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عموماً نماز ظہر کے فرضوں سے پہلے چار اور بعد میں دو رکعات ادا فرمایا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس تعامل کی تائید آپ کے اہل بیت سے بھی ہوتی ہے۔ البتہ بعض اوقات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں ظہر سے پہلے دو اور بعد میں دو رکعات بھی ادا کیں، جنہیں بعض صحابہؓ نے دیکھا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے۔ لیکن اس کے ساتھ حضرت عائشہؓ کی یہ روایت بھی ہے کہ اگر ظہر سے پہلے حضور چار رکعات ادا نہ کر سکتے تو بعد میں ان چار رکعات کو ادا فرمایا کرتے تھے۔ اس لیے ممکن ہے کہ حضور ان سنتوں کو اپنے گھر جا کر ادا فرماتے ہوں۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ارشاد یہ بھی ہے کہ فرض نمازوں کے علاوہ باقی نمازوں میں انسان کی سب سے بہترین نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر میں ادا کرتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان بَاب صَلَاةِ اللَّيْلِ)

پس نماز ظہر کی رکعات کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت متواترہ جو امت کے تعامل سے ہم تک پہنچی وہ یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہر کے چار فرضوں سے پہلے چار رکعات اور بعد میں دو رکعات نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ کتب احادیث میں ان رکعات کی بابت کچھ مختلف روایات بھی ملتی ہیں۔

اس زمانہ کے حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اصولی ہدایات ہمیں عطا فرمائیں ان میں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق آپ نے اس امر کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ احادیث کے دو حصے ہیں ایک وہ حصہ جو سلسلہ تعامل کی پناہ میں کامل طور پر آ گیا ہے۔ یعنی وہ حدیثیں جن کو تعامل کے محکم اور قوی اور لاریب سلسلہ نے قوت دی ہے اور مرتبہ یقین تک پہنچا دیا ہے جس میں تمام ضروریات دین اور عبادات اور عقود اور معاملات اور احکام شرع متین داخل ہیں۔ سو ایسی حدیثیں تو بلاشبہ یقین اور کامل ثبوت کی حد تک پہنچ گئی ہیں اور جو کچھ ان حدیثوں کو قوت حاصل ہے وہ قوت فن حدیث کے ذریعہ سے حاصل نہیں ہوئی اور نہ وہ احادیث منقولہ کی ذاتی قوت ہے اور نہ وہ راویوں کے وثاقت اور اعتبار کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے بلکہ وہ قوت ببرکت وطفیل سلسلہ تعامل پیدا ہوئی ہے۔ سو میں ایسی حدیثوں کو جہاں تک ان کو سلسلۂ تعامل سے قوت ملی ہے ایک مرتبہ یقین تک تسلیم کرتا ہوں لیکن دوسرا حصہ حدیثوں کا جن کو سلسلۂ تعامل سے کچھ تعلق اور رشتہ نہیں ہے اور صرف راویوں کے سہارے سے اور ان کی راست گوئی کے اعتبار پر قبول کی گئی ہیں ان کو میں مرتبہ ظن سے بڑھ کر خیال نہیں کرتا اور غایت کار مفید ظن ہو سکتی ہیں کیونکہ جس طریق سے وہ حاصل کی گئی ہیں وہ یقینی اور قطعی الثبوت طریق نہیں ہے بلکہ بہت سی آویزش کی جگہ ہے۔

(الحق مباحثہ لدھیانہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 35)

پس نماز ظہر کی سنتوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعامل یہی ہے جو میں نے اوپر بیان کر دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عموماً ظہر سے پہلے چار اور بعد میں دو رکعات ادا فرمایا کرتے تھے، لیکن اگر کسی وجہ سے پہلے چار رکعات ادا نہ کر سکتے تو بعد میں چار رکعات کی ادائیگی فرمایا کرتے تھے۔

فقہاء نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نوافل کو سنت مؤکدہ اور سنت غیر مؤکدہ دو الگ الگ نام دیئے ہیں۔ یعنی ایسے نوافل جن پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوام اختیار فرمایا انہیں سنت مؤکدہ کہا جاتا ہے اور جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی ادا فرمایا اور کبھی ترک کر دیا انہیں سنت غیر مؤکدہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ فقہاء نے ظہر کے فرضوں سے پہلے کی چار سنتوں اور بعد کی دو سنتوں کو سنت مؤکدہ کہا ہے اور بعد میں دو مزید سنتوں کو سنت غیر مؤکدہ کہا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے شب و روز چونکہ خدا تعالیٰ کے حضور کثرت سے نوافل ادا کرنے اور دعاؤں میں ہی گزرتے تھے، اس لیے آپ صحابہؓ کو بھی مختلف اوقات میں نوافل کی ادائیگی اور کثرت سے ذکر الٰہی کی ترغیب دلاتے رہتے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے ظہر کی نماز کی سنتوں کے متعلق بھی صحابہ کو ترغیب دلانے کے لیے فرمایا کہ جس شخص نے ظہر کی نماز سے پہلے چار اور بعد میں چار رکعات کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ آگ کو اس پر حرام کر دے گا۔ فقہاء نے نماز ظہر کے بعد کی ان چار سنتوں کو مستحب قرار دیا ہے۔

پس فقہی اعتبار سے ظہر کی فرض نماز سے پہلے چار اور بعد میں دو رکعات سنت مؤکدہ ہیں۔ اور اس کے بعد مزید دو رکعات سنت غیر مؤکدہ ہیں۔ نیز بعد میں دو کی بجائے چار رکعات پڑھنا مستحب ہے۔ البتہ اگر کسی نے ظہر سے پہلے چار کی بجائے دو سنتیں پڑھی ہوں تو وہ ظہر کے بعد چار رکعات اکٹھی بھی ادا کر سکتا ہے اور دو دو رکعات کر کے بھی پڑھ سکتا ہے۔ اس لیے تفسیر کبیر اور فقہ احمدیہ میں لکھی جانے والی دونوں باتیں ہی درست ہیں، انسان جس کے مطابق نماز ادا کرے گا اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ سکتا ہے۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 16 دسمبر 2023ء)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

والدین کا۔۔۔سب سے بڑا فرض ہے کہ پیدائش سے لیکر زندگی کے سانس تک بچوں کے نیک فطرت اور صالح ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہیں اور ان کی جائز اور ناجائز بات کو ہمیشہ مانتے نہ رہیں اور اولاد کی تربیت اور اٹھان صرف اس نیت سے نہ کریں کہ ہماری جائیدادوں کے مالک بنیں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 4 جولائی 2003)

طالب دعا: بی۔ایس۔عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

اعلان دُعا

خاکسار کی والدہ مکرمہ مرجینہ بانو صاحبہ فالج کی وجہ سے عرصہ 3 سال سے بیمار چلی آ رہی ہیں۔ کافی عرصہ سے بستر پر ہیں نیز آنکھوں کی بینائی بھی جا چکی ہے۔ احباب جماعت سے موصوفہ کی کامل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (مزمل حق کارکن ہفت روزہ اخبار بدر)

روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے

جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ رمضان میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے

رمضان میں قرآن کریم کے پڑھنے، پڑھانے، سُننے، سُنانے کی طرف زیادہ توجّہ ہونی چاہئے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 15 مارچ 2024 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ کے شروع میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر 185 کی تلاوت فرمائی:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ۔ اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ۔ فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ ۔ وَعَلَى الَّذِيۡنَ يُطِيۡقُوۡنَهٗ فِدۡيَةٌ طَعَامُ مِسۡكِيۡنٍ ۔ فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَيۡرًا فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ ۔ وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ گنتی کے چند دن ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔ اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔ پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لیے بہت اچھا ہے اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

سوال: حضور انور نے شیطان کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: شیطان کو کوئی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہیے اس نے بڑے چیلنج سے یہ بات کی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کی اکثریت میرے بہکاوے میں آ کر میرے پیچھے چلے گی۔ پس ہم نے رمضان میں اس کے اس چیلنج کا مقابلہ کرنا ہے۔

سوال: خدا تعالیٰ نے روزوں کو کیوں فرض کیا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ کا اس سے یعنی روزے سے منشا یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ...... روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا تعالیٰ کے لیے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جائے۔

سوال: جو شخص قرآن مجید کی ہدایت پر کاربند ہوگا وہ کس مقام تک پہنچے گا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص قرآن مجید کی ہدایت پر کاربند ہوگا وہ معرفت کے اعلیٰ مقام تک پہنچے گا۔

سوال: روزوں کا اصل مقصد کیا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اصل مقصد تو تقویٰ پیدا کرنا ہے اگر یہ نہیں تو روزے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

سوال: رمضان میں کن باتوں کی طرف توجہ ہونی چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رمضان میں تو قرآن کریم کے پڑھنے، پڑھانے، سننے، سنانے کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہیے۔ ذکر الٰہی کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہیے۔ عبادات کی طرف زیادہ توجہ ہونی چاہیے لیکن بجائے اس کے ہوتا یہ ہے کہ جو لوگ مختلف قسم کے کام کر رہے ہیں وہ اپنے کاموں سے آ کر افطاریوں کی دعوتیں کھانے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تقویٰ کے مضمون کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: قرآن شریف نے شروع میں ہی فرمایا۔ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ پس قرآن شریف کے سمجھنے اور اس کے موافق ہدایت پانے کے لئے تقویٰ ضروری اصل ہے۔ ایسا ہی دوسری جگہ فرمایا۔ لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ۔ دوسرے علوم میں یہ شرط نہیں۔ ریاضی، ہندسہ و ہیئت وغیرہ میں اس امر کی شرط نہیں کہ سیکھنے والا ضرور متقی اور پرہیز گار ہو بلکہ خواہ کیسا ہی فاسق و فاجر ہو وہ بھی سیکھ سکتا ہے۔ مگر علمِ دین میں خشک منطقی اور فلسفی ترقی نہیں کر سکتا اور اس پر وہ حقائق اور معارف نہیں کھل سکتے۔ جس کا دل خراب ہے اور تقویٰ سے حصہ نہیں رکھتا اور پھر کہتا ہے کہ علومِ دین اور حقائق اس کی زبان پر جاری ہوتے ہیں وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ہرگز ہرگز اسے دین کے حقائق اور معارف سے حصہ نہیں ملتا بلکہ دین کے لطائف اور نکات کے لیے متقی ہونا شرط ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں کیا فرمایا جو مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ رمضان میں روزہ رکھتا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ رمضان میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے۔ خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے...... مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔

......☆......☆......

اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے، اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی

یقیناً یاد رکھو کہ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اس کی پاک کتاب پر عمل کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو لاانتہا برکات سے حصہ دیتا ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 22 مارچ 2024 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورہ بقرہ کی آیت نمبر 186 کی تلاوت فرمائی:

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰى وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ ۔ وَمَنۡ كَانَ مَرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ ۔ يُرِيۡدُ اللّٰهُ بِكُمُ الۡيُسۡرَ وَلَا يُرِيۡدُ بِكُمُ الۡعُسۡرَ وَلِتُكۡمِلُوا الۡعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰٮكُمۡ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لیے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اِس کے روزے رکھے اور جو مریض ہو یا سفر پر ہو تو گنتی پوری کرنا دوسرے ایام میں ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لئے تنگی نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ تم (سہولت سے) گنتی کو پورا کرو اور اس ہدایت کی بنا پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جو اس نے تمہیں عطا کی اور تاکہ تم شکر کرو۔

سوال: کس حربہ سے ہماری فتح مقدر ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔

سوال: خدا تعالیٰ کا حق ہم کس طرح ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رمضان میں روزے رکھنے یا فرض نمازیں باقاعدگی سے ادا کرنے یا کچھ نوافل پڑھ لینے سے رمضان کا حق ادا نہیں ہوتا بلکہ قرآن کریم کو پڑھنا اور اس کے احکامات تلاش کر کے اس پر عمل کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔

سوال: قرآن کریم کی طرف رجوع کرنے سے کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جب تک مسلمانوں کا رجوع قرآن شریف کی طرف نہ ہوگا ان میں وہ ایمان پیدا نہ ہوگا، یہ تندرست نہ ہوں گے۔ عزت اور عروج اسی راہ سے آئے گا جس راہ سے پہلے آیا۔

سوال: جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہوتا ہے اس کو خدا تعالیٰ کیسی برکات سے نوازتا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یقیناً یاد رکھو کہ جو شخص سچے دل سے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور اس کی پاک کتاب پر عمل کرتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو لاانتہا برکات سے حصہ دیتا ہے۔ ایسی برکات اسے دی جاتی ہیں جو اس دنیا کی نعمتوں سے بہت ہی بڑھ کر ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک عفو گناہ بھی ہے۔

سوال: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کن کن امور کے بارے بتایا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس

کتاب میں تمام امور کا احاطہ کرکے، تمام ہدایات دے کر، انسان کے اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھنے کے تمام راستے دکھا کر، شیطان کے تمام راستوں سے ہوشیار کرکے، موجودہ اور آئندہ آنے والے امور کی طرف راہنمائی کرکے، ان کے خطرات سے آگاہ کرکے، ان سے بچنے کے راستے دکھا کر، دہریت کا مقابلہ کرنے کے راستے دکھا کر، شرک سے ہوشیار کرنے اور اس سے بچنے کے طریقے سکھا کر غرضیکہ تمام امور جو موجودہ ہیں یا پرانے زمانے میں تھے یا آئندہ ہوں گے ان سب کو قرآن مجید میں بیان کرکے خدا تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے اور ہدایت پر قائم رہنے کے تمام راستے اس آخری کامل اور مکمل شریعت میں بیان کردیے ہیں۔

سوال: حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان میں کتنی مرتبہ قرآن کریم کا دور مکمل کروایا کرتے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان میں نازل شدہ قرآن کریم کا ایک دَور مکمل کروایا کرتے تھے اور آخری سال میں مکمل قرآن کریم کا دو مرتبہ دَور مکمل کیا۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کے حوالے سے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آیت شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ کے حوالے سے فرماتے ہیں: یہی ایک فقرہ ہے جس سے ماہِ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویرِ قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم (روزہ) تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفسِ امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے یہ مراد ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لیوے۔ پس اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ میں یہی اشارہ ہے اس میں شک و شبہ کوئی نہیں ہے۔

سوال: قرآن کریم پڑھنے اور سمجھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: مَیں نے قرآن کے لفظ میں غور کی۔ تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیش گوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اَور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جبکہ اَور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لئے اور بطلان کا استیصال کرنے کے لئے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہوگی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔ (اور فرمایا) فرقان کے بھی یہی معنی ہیں۔ یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اَور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہوگی۔

سوال: مسلمانوں کے قرآن شریف سے بے توجہگی اور اسے پڑھنے میں سستی کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرماتے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپؐ نے آکر دنیا کے سامنے وہ خدا پیش کیا جو انسانی کانشس اور فطرت چاہتی ہے اور اس کا پورا پورا بیان خدا تعالیٰ کی سچی کتاب قرآن مجید میں ہے۔ مَیں اس وقت دوسرے لوگوں کو جو مسلمان نہیں ہیں الگ رکھ کر صرف ان لوگوں کے متعلق کچھ کہوں گا جو مسلمان ہیں اور انہی سے خطاب کروں گا۔ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا کہ اے میرے ربّ! یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔ یاد رکھو قرآنِ شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

یہ دنیا کیا ہے ایک قسم کی دار الابتلاء ہے وہی اچھا ہے جو ہر ایک امر خفیہ رکھے اور ریا سے بچے۔ وہ لوگ جن کے اعمال للّٰہی ہوتے ہیں وہ کسی پر اپنے اعمال کو ظاہر ہونے نہیں دیتے۔ یہی لوگ متقی ہیں۔

(ملفوظات جلد اول، صفحہ نمبر 19 مطبوعہ قادیان 2018)

طالب دُعا : جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

تقویٰ کا مطلب ہے نفس کو خطرے سے محفوظ کرنا اور شرعی اصطلاح میں تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ نفس کو ہر اس چیز سے بچانا جو انسان کو گناہ گار بنا دے اور یہ تب ہوتا ہے جب ممنوعہ اشیاء سے بچا جائے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 مارچ 2004ء)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اوّلین ترجیح دیں

ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت کی ترقی اور اسلام کی اشاعت اور دنیا میں امن کا قیام بھی براہ راست نظام خلافت سے منسلک ہے

اس لیے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلیفۃ المسیح سے قریبی تعلق بنا کے رکھیں اور ہمیشہ خلیفہ کے وفادار رہیں

آپ کو اپنے بچوں کو بھی خلافت کی اہمیت بتانی چاہیے اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کی آنے والی نسلیں خلافت احمدیہ کے بابرکت حصار، راہنمائی اور حفاظت کے اندر رہیں

جلسہ سالانہ فرنچ گیانا کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خصوصی پیغام

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ فرنچ گیانا ۹؍دسمبر ۲۰۲۳ء کو اپنا جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔ اللہ آپ کے جلسہ کو بہت کامیاب کرے اور وہ تمام لوگ جو یہاں جمع ہوئے ہیں بے پایاں روحانی فیوض حاصل کریں۔ اور اچھائی، نیکی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے والے ہوں۔

یہ بات بہت اہم ہے کہ آپ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کا حقیقی مقصد حاصل کریں۔ اس ضمن میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔‘‘ (اشتہار ۷؍دسمبر ۱۸۹۲ء، مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۶۰ ایڈیشن ۲۰۱۹ء)

اس لیے جلسہ کا اجتماع دنیاوی فوائد کے حصول کے لیے نہیں ہے۔ نہ ہی میلہ ہے۔ بلکہ روحانی ماحول سے حصہ لینے اور اپنے اخلاق میں بہتری پیدا کرنے کا ایک موقع ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ مزید فرماتے ہیں: ’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لیے قومیں طیار کی ہیں۔ جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔‘‘ (اشتہار ۷؍دسمبر ۱۸۹۲ء، مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۶۱ ایڈیشن ۲۰۱۹ء)

آپ کو صرف اس بات پر ہی خوش نہیں ہو جانا چاہیے کہ آپ نے اس مسیح اور مہدیؑ کو مان لیا ہے جس کی آمد کی خبر پہلے سے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دے دی تھی۔ بلکہ ہر وقت آپ کی توجہ اس بات پر ہونی چاہیے کہ آپ اپنی بیعت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

آپ کو اپنی تمام لیاقتیں اور استعدادیں بروئے کار لاتے ہوئے اپنے دینی علم اور اپنے عقائد کے فہم کو بڑھانا چاہیے۔ اور اپنے اعمال اور طرز عمل میں اس حد تک بہتری لانی چاہیے جس کی حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت کے ممبران سے توقع کی ہے۔ چنانچہ مسلسل خود احتسابی اور بہتر احمدی بننے کی کوشش سے ہی آپ جلسے پر حاضری کا مقصد حاصل کر سکیں گے۔

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اوّلین ترجیح دیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت کی ترقی اور اسلام کی اشاعت اور درحقیقت دنیا میں امن کا قیام بھی براہ راست نظام خلافت سے منسلک ہے۔ اس لیے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلیفۃ المسیح سے قریبی تعلق بنا کے رکھیں اور ہمیشہ خلیفہ کے وفادار رہیں۔ آپ کو اپنے بچوں کو بھی خلافت کی اہمیت بتانی چاہیے اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کی آنے والی نسلیں خلافت احمدیہ کے بابرکت حصار، راہنمائی اور حفاظت کے اندر رہیں۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں ہر احمدی کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ mta دیکھے اور اس سے فائدہ اٹھائے۔ آپ کو خاص طور پر میرے خطبے اور دوسرے مواقع پر کیے گئے خطابات کو سننا چاہیے۔ درحقیقت mta آپ کا خلافت سے مستقل رابطہ جوڑے رکھتا ہے۔

میں آپ کو یاد دلاتا چلوں کہ تبلیغ ہر احمدی مسلمان کا فرض ہے۔ فرنچ گیانا کے لوگوں تک اسلام احمدیت کا خوبصورت اور پیارا پیغام پہنچانے کے لیے دانشمندانہ منصوبے اور مؤثر انداز میں تبلیغی پروگرام ترتیب دیں۔ اس مقدس فریضہ کی ادائیگی میں اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

آخر پر میری دل کی گہرائیوں سے یہ دعا ہے کہ اللہ آپ کے جلسہ سالانہ کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور آپ سب کو اپنا ایمان مضبوط اور مستحکم کرنے کی توفیق عطا کرے۔ اللہ آپ کو اپنی زندگیوں میں تقویٰ اور اچھے اخلاق اور اسلام احمدیت اور انسانیت کی خدمت کی جانب جانے والی حقیقی تبدیلی لانے کی توفیق دے۔ اللہ آپ سب پر اپنا رحم فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 13 جنوری 2023)

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 15؍فروری 2024ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرم خواجہ شریف احمد صاحب (مورڈن۔ یوکے)

8؍فروری 2024ء کو 90؍سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کا تعلق ایک مخلص گھرانے سے تھا۔ جماعتی کاموں میں پیش پیش رہتے تھے۔ آپ کو مختلف حیثیتوں میں جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ Brentford اور Feltham کی کورٹ میں مجسٹریٹ بھی رہ چکے ہیں۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، بہت نرم مزاج، دین دار اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم مرغوب علی زاہد صاحب ابن مکرم چودھری محبوب حسین صاحب (ملتان)

29؍ستمبر 2022ء کو 78؍سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے مقامی سطح پر جنرل سیکرٹری، سیکرٹری دعوت الی اللہ، ممبر اصلاحی کمیٹی، سیکرٹری اصلاح وارشاد اور زعیم حلقہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم صلوٰۃ کے پابند، جماعت کے ساتھ مثالی تعلق رکھنے والے، بہت مہربان اور شفیق انسان تھے۔ مسجد حسن آباد کے کیس میں ہر پیشی پر وکلاء کے ہمراہ پیش ہوتے اور بڑی جانفشانی سے اس کیس کی پیروی کرتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔

(2) مکرم محمد نعمان خان صاحب ابن مکرم قادر بخش صاحب (شاہ تاج شوگر ملز کالونی ضلع منڈی بہاؤالدین)

4؍جون 2023ء کو 65؍سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نماز باجماعت کے پابند مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ نے تنظیمی سطح پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

(3) مکرم سردار محمد ابو احمد صاحب (بنگلہ دیش)

3؍نومبر 2023ء کو 58؍سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم شمس الرحمٰن صاحب مرحوم کے پوتے تھے جن کے ذریعہ سندربن میں احمدیت کی بنیاد پڑی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک فدائی اور مخلص احمدی تھے۔ 2021ء سے احمدیہ میڈیکل سنٹر احمد نگر میں بطور Pathologist خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ مرحوم خدا کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔ اپنے دونوں بیٹوں کو خدا کی راہ میں وقف کرنے کی توفیق پائی۔ مرحوم کے بڑے بیٹے مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب بطور انچارج احمدیہ کلینک گانا، لائبیریا میں اور چھوٹے بیٹے مکرم مسعود احمد صاحب بنگلہ دیش میں بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(4) مکرم ڈاکٹر شوکت علی واہلہ صاحب ابن مکرم علی احمد واہلہ صاحب (پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد)

31؍دسمبر 2023ء کو 65؍سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم پنجگانہ نمازوں اور تہجد کا التزام کرنے والے، احکامِ دین کے پابند، دعا گو، منکسر المزاج اور خدمتِ خلق کے جذبہ سے سرشار ایک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت کے وفادار اور شیدائی تھے۔ اولاد کی تربیت بھی اچھے رنگ میں کرنے کی توفیق پائی۔ لازمی چندہ جات کے علاوہ دیگر مالی تحریکات میں دل کھول کر قربانی کرنے والے تھے۔ صدقہ وخیرات میں بھی ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ تنزانیہ میں دو مساجد ذاتی خرچ پر تعمیر کروائیں۔ پنڈی بھٹیاں میں واہلہ ہسپتال کا فرسٹ فلور انہوں نے نماز سنٹر، مربی ہاؤس اور جماعتی پروگراموں کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(5) مکرمہ عاصمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ابراہیم خان صاحب (آف سورو صوبہ اڈیشہ۔ مقیم قادیان)

5؍جنوری 2024ء کو 79؍سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ گذشتہ 25؍سال سے قادیان میں مقیم تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، صبر شکر کرنے والی، ایک نیک اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ اخلاص کا تعلق تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت کثرت سے کیا کرتی تھیں۔ جماعتی کتب اور رسائل کے مطالعہ کا شوق تھا۔ کئی بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ چار بیٹے اور 2 داماد واقف زندگی ہیں۔ ایک بیٹے مکرم مظفر احمد ناصر صاحب بطور ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان خدمت بجالا رہے ہیں۔

(6) مکرم بشیر الدین ننگلی صاحب مرحوم (پنشنر صدر انجمن احمدیہ قادیان) ابن مکرم دین محمد صاحب ننگلی درویش مرحوم قادیان

5؍جنوری 2024ء کو 67؍سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، ہمدرد، ملنسار، سادگی پسند، خدمتِ خلق کے جذبہ سے سرشار، ایک مخلص اور نیک انسان تھے۔ 1976ء سے 2010ء تک فضل عمر پریس قادیان میں اور پھر 2010ء سے 2016ء تک دفتر بہشتی مقبرہ میں خدمت بجالاتے رہے۔ طویل عرصہ تک محلہ کے سیکرٹری مال کے علاوہ ذیلی تنظیموں میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(7) مکرم ڈاکٹر میر مبارک احمد صاحب (Baltimore۔ امریکہ)

11؍جنوری 2024ء کو 87؍سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق حیدرآباد دکن، انڈیا سے تھا۔ مرحوم کے نانا مکرم سیٹھ محمد غوث صاحب نے 1908ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ مرحوم 1964ء میں امریکہ منتقل ہوئے اور انہیں کافی سال بطور نائب صدر Brooklyn/Staten Island خدمت کی توفیق ملی۔ آپ پیشہ کے لحاظ سے Gastroenterologist تھے۔ 1989ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ارشاد پر آپ کو Sierra Leone اور Gambia میں وقف عارضی کرنے کی توفیق ملی۔ مرحوم کا خلافت کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا۔ آپ اپنے بچوں کو باقاعدگی سے نماز ادا کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے اور روزانہ باقاعدگی سے اپنی فیملی کے ساتھ قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کا مطالعہ کرتے تھے۔ مرحوم مالی قربانی میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور اپنے بچوں کو مالی قربانی میں آگے بڑھنے کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے شامل ہیں۔

(8) مکرمہ نبیلہ صفیہ صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر میر مبارک احمد صاحب (بالٹی مور، میری لینڈ، امریکہ)

9؍دسمبر 2023ء کو 48 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نے Finance and Accounting میں بیچلر کی ڈگری حاصل کی تھی۔ لجنہ اماء اللہ اور جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ کو MTA امریکہ کی ابتدائی ٹیم میں خدمت کرنے کے علاوہ دو سال تک بطور جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ امریکہ بھی خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ دینی علم حاصل کرنے کی لگن رکھتی تھیں اور خلافت احمدیہ اور جماعت کے ساتھ بہت وفا اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحومہ بہت اچھے اخلاق کی حامل تھیں اور بہت محنت اور جذبہ کے ساتھ کام کرتی تھیں۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں والدہ کے علاوہ 2 بھائی شامل ہیں۔

(9) مکرمہ امۃ السمیع ہاشمی صاحبہ اہلیہ مکرم سید نصیر احمد صاحب (ربوہ)

27؍اکتوبر 2023ء کو 58 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ لجنہ میں گروپ لیڈر تھیں۔ بچیوں کو کوکنگ کلاس میں کھانے بنانا سکھاتی تھیں۔ خدمتِ خلق کا جذبہ نمایاں تھا۔ خلافت سے گہری عقیدت اور وفا کا تعلق تھا۔ اپنے گھر میں اجلاس اور درس کرواتیں اور اس غرض کے لیے خوشی سے اپنا گھر پیش کیا کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اگر دل میں تمہارے شر نہیں ہے ✿ کوئی جو ظنِّ بد رکھتا ہے عادت

تو پھر کیوں ظنِّ بد سے ڈر نہیں ہے ✿ بدی سے خود وہ رکھتا ہے ارادت

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

وہی کرتا ہے ظنِّ بد بلا ریب ✿ وہ فاسق ہے کہ جس نے رہ گنوایا

کہ جو رکھتا ہے پردہ میں وہی عیب ✿ نظر بازی کو اک پیشہ بنایا

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

میرے ذاتی تجربہ میں تھا، چھوٹی عمر سے مجھے پتہ تھا کہ اپنی تمام ضروریات اور خواہشات کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی جھکنا ہوگا اگر اللہ تعالیٰ نے میری مدد نہ کی ہوتی تو میں کامیاب نہ ہو پاتا، خواہ وہ سکول کا امتحان ہی ہو، اپنی ماسٹرز کی ڈگری کے وقت مَیں بے چینی محسوس کر رہا تھا، اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے اطمینان بخشا اور مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام دکھایا اور اس سے مجھے اطمینان ملا

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بچپن سے اللہ تعالیٰ پر توکل)

آپ نے احمدیت قبول کر لی ہے تو پانچ وقت نماز ادا کرنے کی کوشش ہونی چاہیے، اپنی نماز میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی راہنمائی فرمائے اور ہمیشہ ثابت قدم رکھے اور آپ کے ایمان کو تقویت عطا کرے، اگر آپ باقاعدگی سے اس طریق سے دعا کریں گے تو اس سے آپ کی مدد ہوگی اور آپ ایمان میں بڑھیں گے، دوسرے آپ کو چاہیے کہ قرآن کریم کو عربی میں پڑھنا سیکھنا شروع کر دیں، اس دوران آپ اس کا ترجمہ بھی پڑھ سکتے ہیں اور قرآن کریم سے جان سکتے ہیں کہ ہمیں ہماری بہتری کے لیے کون سے احکامات دیے گئے ہیں

(نومبائعین کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زرّیں نصائح)

میں اتنا ہی جانتا تھا کہ جو بھی خلیفہ وقت فرمائیں، میں نے اس کی اطاعت کرنی ہے، اور یہ کہ میں نے ان سے محبت کرنی ہے، اور یہاں تک کہ میں اس کے لیے دعا بھی کیا کرتا تھا، جب بھی ایسا ہوتا کہ آج میری اپنے خلیفہ سے ملاقات ہوگی اور میں ان کے چہرے پر اپنے بارے میں کچھ آثار محسوس کرتا تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتا کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے اور اگر ان کے ذہن میں میرے بارہ میں کوئی شک ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو دور کر دے

(حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خلافت سے اطاعت و محبت کے جذبات)

آپ کو اللہ کا خوف اس لیے ہو کہ آپ کو اس سے محبت ہے، آپ کو یہ خوف ہو کہ اگر آپ سے کوئی غلطی ہو جائے تو اللہ آپ سے خوش نہیں ہوگا

اگر میاں بیوی کو پتا ہو کہ ہر ایک میں کوئی نہ کوئی کمی پائی جاتی ہے تو انہیں ایک دوسرے کو گنجائش دینی چاہئے اور ان کمیوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے ناراض ہونے یا لڑنے جھگڑنے کی بجائے آپ کو ہمیشہ ان کی خوبیوں پر نظر رکھنی چاہیے، ایک دوسرے کی برائیاں یا کمیاں تلاش کرنے کی بجائے آپ کو اچھائیاں تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، یہی واحد طریقہ ہے کہ آپ ایک اچھے شوہر بن سکتے ہیں اور آپ کو اپنے بچوں سے بہت نرمی سے پیش آنا چاہئے

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ممبران مجلس خدام الاحمدیہ Maryland امریکہ کی (آن لائن) ملاقات

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19/مارچ 2022ء کو ممبران مجلس خدام الاحمدیہ (Maryland) امریکہ سے آن لائن ملاقات فرمائی۔

حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ 15 سے 25 سال تک کے 245 ممبران مجلس خدام الاحمدیہ نے بیت الرحمٰن مسجد (Maryland) امریکہ سے آن لائن شرکت کی۔

اس ملاقات کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد حضور انور نے مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کی طرف سے تیار کردہ ایک موبائل ایپ MKA Salat کو لانچ فرمایا۔ صہیب اعوان صاحب نے اس ایپ کا تعارف کرواتے ہوئے عرض کیا کہ شعبہ تعلیم اور تربیت خدام الاحمدیہ امریکہ نے مل کر یہ ایپ بنائی ہے۔ اس میں خدام کے لیے ایک نصاب ہے جو کہ ایک خادم کی بنیادی دینی تعلیم سے لے کر تفصیلی معلومات کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ اس میں جماعتی لٹریچر سے بھی حوالہ جات موجود ہیں۔ مثال کے طور پر ہستی باری تعالیٰ کے دس دلائل، اور ایپ میں مکمل کتاب بھی پڑھی جا سکے گی۔ جس کے بعد سوالات ہیں جن کو ایپ استعمال کرنے والے خدام حل کر سکیں گے۔ اس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی مجالس سوال و جواب بھی شامل ہیں۔ ہماری حضور انور سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ایپ کو کامیاب بنائے۔ آمین

اس پروگرام کی کامیابی کے لیے دعا کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا باعث بنے اور مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے لیے علم میں اضافے کا باعث ہو۔ (آمین)

بعد ازاں حضور انور نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ سے استفسار فرمایا کہ کیا اب کوئی کووڈ کی حفاظتی تدابیر نہیں ہیں؟ اس پر صدر صاحب نے عرض کیا کہ ماسک پہننے لازم نہیں ہیں اور معاشرتی فاصلہ بھی ختم ہو گیا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے پاس تو ابھی بھی کچھ کووڈ کیسز ہو رہے ہیں اور میرے خیال میں یہ امریکہ میں بھی بڑھ رہے ہیں۔......تو یہ بہتر ہے کہ کووڈ کے حوالہ سے جو حفاظتی تدابیر ہیں ان کو استعمال کیا جائے اور کم از کم ماسک کا استعمال ضرور کیا جائے۔ حفاظتی تدابیر ضرور کرنی چاہیے اور یہی حکمت کا تقاضا ہے۔

بعد ازاں خدام کو دینی اور عصر حاضر کے مسائل کے حوالہ سے چند سوالات دریافت کرنے کا موقع ملا۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ حضور انور کو خدا کی ہستی پر یقین کس طرح کامل ہوا؟ کیا کوئی واقعہ پیش آیا جس کے ذریعہ سے حضور کا یقین خدا کی ہستی پر پختہ ہوا؟

حضور انور نے فرمایا کہ اچھا۔ بڑا مشکل سوال ہے۔ جیسا کہ میں نے اطفال کے سوال کے جواب میں بتایا تھا کہ میری پرورش ایک ایسے ماحول میں ہوئی کہ جہاں مجھے کبھی محسوس ہی نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ موجود نہیں ہے۔ اور اس طرح میرے ذاتی تجربہ میں بھی چھوٹی عمر سے مجھے پتہ تھا کہ اپنی تمام ضروریات اور خواہشات کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی جھکنا ہوگا اور اس سے یہ چیزیں مانگنی ہوں گی۔ اور جب میں بڑا ہوا 14-15 سال کا تو میں نے خود بھی تجربہ کیا، کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میری مدد نہ کی ہوتی تو میں کامیاب نہ ہو پاتا، خواہ وہ سکول کا امتحان ہی ہو۔ اس سے میرے ایمان کو تقویت ملی۔ اس کے بعد بھی بہت سے واقعات پیش آئے۔ اپنی ماسٹرز کی ڈگری کے وقت مَیں بہت پریشان تھا اور بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے اطمینان بخشا اور مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام دکھایا اور اس سے مجھے اطمینان ملا۔ اور جو میں نے خواب میں دیکھا وہ بھی پورا ہو گیا تو اس سے بھی میرے ایمان کو تقویت حاصل ہوئی۔ تو بہت سے واقعات ہیں میرے تجربہ میں بچپن سے لے کر

آج تک جن میں اللہ تعالیٰ اپنے نشان دکھا رہا ہے۔

ایک خادم نے عرض کی کہ میرا نام اجے ورشم ہے اور میں فلاڈیلفیا سے ہوں ۔ میں نے حال ہی میں احمدیت قبول کی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی خاطر اور احمدیت کی خدمت کا بہت جذبہ رکھتا ہوں ۔ حضور کوئی نصیحت فرمادیں کہ میں کس طرح اس کو پورا کرسکتا ہوں؟

حضور انور نے فرمایا کہ سب سے پہلی چیز تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اب آپ نے احمدیت قبول کرلی ہے تو پانچ وقت نماز کو ادا کرنے کی کوشش ہونی چاہیے۔ اپنی نماز میں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی راہنمائی فرمائے اور ہمیشہ ثابت قدم رکھے اور آپ کے ایمان کو تقویت عطا کرے۔ اگر آپ باقاعدگی سے اس طریق سے دعا کریں گے تو اس سے آپ کی مدد ہوگی اور آپ ایمان میں بڑھیں گے۔ دوسرے آپ کو چاہیے کہ قرآن کریم کو عربی میں پڑھنا سیکھنا شروع کردیں۔ اس وقت کے دوران آپ اس کا ترجمہ بھی پڑھ سکتے ہیں اور قرآن کریم سے جان سکتے ہیں کہ ہمیں ہماری بہتری کے لیے کون سے احکامات دیے گئے ہیں۔ قرآن کریم میں اوامر و نواہی کون سے ہیں جن کو ہمیں اپنانا چاہیے یا ان سے بچنا چاہیے۔ تو اس طرح آپ اپنے ایمان کو اپنے علم کو بڑھا سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو بھی بڑھا سکتے ہیں اور جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا آپ کو محسوس ہوگا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے قریب ہو رہے ہیں اور اپنے ایمان کو مضبوط کرنے والے ہوں گے۔ اور اس طرح سے آپ کے دل میں اور ذہن میں جو جذبہ ہے اس کو آپ حاصل کرسکتے ہیں۔

حضور انور نے اس نومبائع خادم سے استفسار فرمایا کہ آپ کا تعلق اسلام سے پہلے کون سے مذہب سے تھا۔ مسلمان خاندان سے تھے؟ اس خادم نے عرض کی کہ جی نہیں ، میں اپنے گھر میں واحد مسلمان ہوں ۔ میرے والد عیسائی تھے۔ اور اس طرح بچپن سے ہی مذہب میری زندگی میں شامل ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل فرمائے۔

ایک دوسرے خادم نے سوال کیا کہ امریکہ میں نسلی امتیاز، نیشنلزم اور اقتصادی طور پر ناانصافیوں کی وجہ سے دن بدن حالات خراب ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کس طرح احمدی مسلمان ان مسائل کے حل کرنے میں ایک مثبت کردار ادا کرسکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن صرف امریکہ میں ہی نہیں بلکہ بہت سے مغربی ممالک میں قدامت پسند لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ ابھی روس اور یوکرائن کی جنگ کے دوران بھی یوکرائن میں بہت سے مہاجر لوگ رہتے ہیں، مثلاً ایشین، افریقن اور دوسری قوموں سے مہاجرین وہاں آئے ہوئے ہیں لیکن جب ایسے لوگ یورپین ممالک کی طرف آئے یا پولینڈ کی سرحدوں پر آئے تو انہیں کہا گیا کہ ہم صرف مقامی یوکرائنین لوگوں کو داخلے کی اجازت دیں گے غیر ملکیوں کو نہیں۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نسلی امتیاز وہاں بھی ہے۔ اور ان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا گیا۔ تاہم ہماری ہیومینٹی فرسٹ وہاں موجود ہے اور وہ ان کا خیال رکھ رہی ہے۔ لیکن آپ کا سوال یہ ہے کہ ہم اس مسئلے کو حل کرنے میں کیا کردار ادا کرسکتے ہیں۔ دیکھیں، اس معاملے میں عدل و انصاف کی ضرورت ہے یعنی کامل عدل و انصاف۔ اپنے ملک کے لوگوں کو بتائیں کہ وہ امریکہ میں مقامی نہیں ہیں۔ بلکہ ریڈ انڈین امریکہ کے مقامی باشندے تھے۔ تو انہوں نے ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا، اور انہیں ملک کے اول درجہ کے شہری شمار نہیں کیا جاتا۔ گو کہ ان کو دعویٰ تو ہے مگر عملی طور پر ان کو بہت سے طریقوں سے ان کے حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ ان کو بتائیں کہ لمبے عرصہ کے لیے ایسا نہیں چلے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو افریقن لوگوں کو اپنے ملک میں لائے خواہ غلاموں کی صورت میں یا بطور مددگار کے یا کسی بھی صورت میں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ملک کی ترقی میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔ لہٰذا ان کی عزت ہونی چاہیے ان کو ان کے حقوق دیے جانے چاہئیں۔ اور انہیں کہیں کہ ان کو یہ حقیقت تسلیم کرنی چاہیے۔ ورنہ ایک وقت آئے گا کہ بغاوت ہوگی۔ لوگ ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے اور وہ خود ہی اپنے ملک کو برباد کر بیٹھیں گے۔ یہی وقت ہے کہ وہ اپنی سوچ کو بدلیں اور بجائے اس کے کہ وہ اپنے رنگ و نسل کی برتری ظاہر کریں ان کو انصاف سے پیش آنا چاہیے۔ اس طرح ہم لوگوں کو بتا سکتے ہیں کہ ہم تمہارے حقیقی ہمدرد ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ تم اپنی سوچ کو بدلو اور اب باقی تمام قوموں کے ساتھ خوش اسلوبی سے رہو۔ اور امریکہ ایک بین الاقوامی ملک بن چکا ہے۔ وہاں جنوبی امریکن، ایشین، افریقن اور سفید فام لوگ رہتے ہیں تو اب ہمیں ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے اور ملک میں خوش اسلوبی سے رہنا چاہیے۔ ورنہ ہم اپنی ہی قوم اور اپنے ہی ملک کو تباہ کرنے والے ہوں گے۔ تو یہ وہ پیغام ہے جو ہمیں ہر جگہ پھیلانا چاہیے۔ اور احمدیوں کو اس حوالہ سے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

ایک اور خادم نے سوال کیا کہ نوجوانی میں خلافت کے ساتھ منسلک رہنے کے لیے حضور انور نے کونسے ذرائع اختیار فرمائے؟

حضور انور نے فرمایا کہ دیکھیں، میں اتنا ہی جانتا تھا کہ جو بھی خلیفہ وقت فرمائیں ، میں نے اس کی اطاعت کرنی ہے۔ اور یہ کہ میں نے ان سے محبت کرنی ہے۔ اور یہاں تک کہ میں اس کے لیے دعا بھی کیا کرتا تھا۔ جب بھی ایسا ہوتا کہ آج میری اپنے خلیفہ سے ملاقات ہوگی اور میں ان کے چہرے پر اپنے بارے میں کچھ آثار محسوس کرتا تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتا کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے اور اگر ان کے ذہن میں میرے بارہ میں کوئی شک ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو دور کردے۔ یہی طریق تھا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتا، جب بھی مجھے کچھ محسوس ہوتا تو میں اس کو اپنی غلطی مانتا نہ یہ کہ انہوں نے کوئی غلطی کی ہوگی۔ اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتا اور اللہ تعالیٰ میری دعا قبول کرتا۔ اور میں ہمیشہ یہی دیکھتا کہ اگلے روز یا کچھ دیر بعد اللہ تعالیٰ موقع پیدا کردیتا کہ مجھے خلیفہ وقت سے غیر معمولی برکات نصیب ہوئی ہیں۔ تو آپ کو بھی دعا کرنی چاہیے۔

ایک دوسرے خادم نے سوال کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لفظ متقی کی یوں تشریح فرمائی ہے کہ اس سے مراد وہ ہے جو خوف رکھتا ہو۔ میرا سوال یہ ہے کہ آیا یہ زیادہ اہم ہے کہ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو یا اللہ کی محبت یا آیا ان دونوں کی مختلف حیثیت ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کا ایک حصہ پڑھا ہے نہ کہ کوئی کتاب۔ (انہوں نے عرض کی کہ جی حضور یہ ملفوظات میں سے ایک اقتباس ہے) آپؑ نے دیگر کتب، خطابات اور خطبات میں اس کی وضاحت فرمائی ہے اور تشریح فرمائی ہے کہ متقی کے کیا معنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اس کے لوگوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ آپ کو اللہ کا خوف اس لیے ہو کہ آپ کو اس سے محبت ہے۔ آپ کو یہ خوف ہو کہ اگر آپ سے کوئی غلطی ہو جائے تو وہ آپ سے خوش نہیں ہوگا۔ چنانچہ اس کی خوشی کے لیے آپ ہمیشہ اچھے اعمال بجالاتے ہیں۔ آپ محبت کے باعث اس سے ڈرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ اپنے والدین یا کسی بھی پیارے سے ڈرتے ہیں۔ یہ ان کے کسی ظالمانہ فعل کی وجہ سے نہیں ہے۔ وہ تو آپ سے پیار کرتے ہیں۔ اس دنیا میں کون ہے جو آپ سے آپ کی والدہ سے بڑھ کر پیار کرے؟ لیکن آپ اپنی والدہ سے پھر بھی ڈرتے ہیں۔ آپ ان کے سامنے کوئی غلط کام نہیں کرسکتے۔ ٹھیک ہے۔ اسی طرح آپ کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ وہ سب سے زیادہ پیار کرنے والا اور خیال رکھنے والا ہے۔ اور جب آپ اس سے ڈریں گے اور پیار کریں گے تب آپ دیکھیں گے کہ وہ آپ سے کس طرح سلوک کرتا ہے اور اس طرح آپ بری چیزوں سے بھی محفوظ رہیں گے۔ پس آپ کا ڈر خدا تعالیٰ سے محبت پر مبنی ہونا چاہیے۔ نہ اس وجہ سے کہ گویا وہ انسانوں پر ظلم کرتا ہے۔ اس میں کوئی تضاد نہیں ہے اور آپ ملفوظات یا کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زیادہ مطالعہ کیا کریں۔ بلکہ آپ ’’مرزا غلام احمد اپنی تحریروں کی رو سے‘‘ سے بھی اس بارہ میں مزید حوالے نکال کر پڑھ سکتے ہیں۔

ایک اور خادم نے سوال کیا کہ ایک اچھا شوہر اور والد بننے کے لیے حضور کیا نصیحت فرما سکتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو خود بہت اخلاص اور اچھے طریقے سے پیش آنا ہوگا۔ یہ نہ سمجھیں کہ اس دنیا میں کوئی بھی بے عیب ہے۔ اگر میاں بیوی کو پتا ہو کہ ہر ایک میں کوئی نہ کوئی کمی پائی جاتی ہے تو انہیں ایک دوسرے کو گنجائش دینی چاہیے۔ اور ان کمیوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے ناراض ہونے یا لڑنے جھگڑنے کی بجائے آپ کو ہمیشہ ان کی خوبیوں پر نظر رکھنی چاہیے۔ پس ایک دوسرے کی برائیاں یا کمیاں تلاش کرنے کی بجائے آپ کو اچھائیاں تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہی واحد طریقہ ہے کہ آپ ایک اچھا شوہر بن سکتے ہیں اور آپ کو اپنے بچوں سے بہت نرمی سے پیش آنا چاہیے۔ آپ کو اچھے اخلاق والا بننا ہوگا۔ آپ کو ان کے سامنے اپنا نمونہ پیش کرنا ہوگا۔ اگر آپ پہلے اپنی بیوی اور پھر اپنے بچوں کے سامنے اپنا نمونہ پیش کریں گے تب آپ دیکھیں گے کہ وہ آپ کے نقش قدم پر چلیں گے۔ اگر آپ خود کچھ اور کہیں گے اور انہیں کسی اور بات کی تلقین کریں گے تو وہ یہ کہیں گے کہ میرا شوہر یا میرا باپ ایک منافق ہے کہ وہ خود کچھ اور کرتا ہے اور ہمیں کچھ اور کرنے کو کہتا ہے۔ پس آپ کا قول اور فعل ایک ہونا چاہیے۔ یہ بات آپ کو ایک اچھی عائلی زندگی گزارنے میں مدد دے گی۔ اور یہ بات آپ کے بچوں کی اچھی تربیت کا باعث بنے گی۔

ایک دوسرے خادم نے سوال کیا کہ رشیا اور یوکرائن کے حالات تیزی سے خرابی کی طرف جا رہے ہیں، ایک احمدی کس طرح اپنے منتخب عہدیداران تک درست راہنمائی پہنچا سکتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ میری سٹیٹمنٹ اس لڑائی کے آغاز میں ہی آ گئی تھی۔ تو آپ کو میرا وہ پیغام اپنے سیاست دانوں اور لیڈرز تک پہنچانا چاہیے۔ انہیں بتانا چاہیے کہ اس جنگ سے بچیں بصورت دیگر بہت بڑی تباہی ہوگی۔ دنیا کو کئی سال لگیں گے دوبارہ یہاں تک پہنچنے میں جہاں وہ آج کھڑی ہے۔ صرف یہی نہیں، میں اس سٹیٹمنٹ میں لکھ چکا ہوں کہ ہماری آئندہ نسلیں بھی اس سے متاثر ہوں گی۔ اگر جنگ عظیم شروع ہوتی ہے تو وہ اگر نیوکلیئر ہتھیار نہ بھی چلائیں تو کیمیکل ہتھیار ضرور چلائیں گے جو ہماری آئندہ نسلوں پر بھی بہت برا اثر ڈالے گا۔ ......اس لیے انہیں بتائیں۔ یہ پیغام تو پہلے سے موجود ہے، میری سٹیٹمنٹ بھی موجود ہے تو آپ اس پیغام کو پھیلائیں۔

ملاقات کے اختتام پر حضور انور نے فرمایا کہ میں پچھلے تین ہفتوں سے امریکیوں کے ساتھ ملاقاتوں سے لطف اندوز ہوا ہوں۔ اب یہ تیسرا ہفتہ ہے۔

صدر صاحب نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی کہ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ حضور انور کی امیدوں پر پورا اترنے والی ہو۔ اس پر حضور انور نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 8 اپریل 2024)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر11708: میں فریحہ بنت مکرم محمد عبدالرزاق صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 8 اپریل 2004 پیدائشی احمدی ساکن محلہ مسرور جماعت احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ : محمد عبدالرزاق الامۃ : فریحہ گواہ : محمد عبدالباری

مسل نمبر11709: میں اعجاز سراج سندی ولد مکرم سراج سندی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 18 جولائی 2000 پیدائشی احمدی ساکن ساونت واڑی سندھودرگ صوبہ مہاراشٹرا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23 مارچ 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ : دبیر الحق خان العبد : اعجاز سراج سندی گواہ : احمدی وجاہت احمد

مسل نمبر11710: میں فرحانہ جلال زوجہ مکرم دبیر الحق خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 14 اگست 2001 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: جماعت احمدیہ ساونت واڑی ضلع سندھودرگ صوبہ مہاراشٹرا مستقل پتہ: جماعت احمدیہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23 مارچ 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد گلے کا ہار 1.5 تولہ، ایک عدد کان کا پھول ڈیڑھ تولہ، ایک عدد منگل سوتر ڈیڑھ تولہ، 2 عدد ہاتھ کی انگوٹھیاں 3 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ)، ایک عدد کان کا پھول ایک تولہ 24 کیریٹ۔ زیور نقرئی: 3 جوڑی پائل، ایک عدد کمر بند، 4 عدد پیر کی انگوٹھیاں کل وزن 31 تولہ۔ حق مہر 70525 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ : دبیر الحق خان الامۃ : فرحانہ جلال گواہ : احمدی وجاہت احمد

مسل نمبر11711: میں حانیہ سحرش بنت مکرم نصیر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 22 سال پیدائشی احمدی ساکن کوٹھی دارالسلام قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 مارچ 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ : نصیر احمد الامۃ : حانیہ سحرش گواہ : سعدیہ افروز

مسل نمبر11712: میں شمیم اختر زوجہ مکرم عبداللہ کشمیری صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 58 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ نور چھوٹا ننگل ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 مارچ 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور نقرئی: 100 گرام۔ حق مہر 9000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ : محمد کلیم الامۃ : شمیم اختر گواہ : ناصر احمد زاہد

مسل نمبر11713: میں سلیمہ بیگم بنت مکرم سوجا خان صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 23 مئی 1996 پیدائشی احمدی ساکن مقتدی پور ڈاکخانہ ارکھ پٹنہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 مارچ 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔
گواہ : سوجا خان الامۃ : سلیمہ بیگم گواہ : محمد رحمۃ اللہ

مسل نمبر11714: میں نازیہ حسن زوجہ مکرم عبدالعالم ملّا صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ٹیچر عمر 42 سال پیدائشی احمدی ساکن بولیہ کانڈی ضلع مرشد آباد صوبہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 9 فروری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 13000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ : عبدالعالم ملّا الامۃ : نازیہ حسن گواہ : محمد رستم احمدی

مسل نمبر11715: میں فہمیدہ نسیم بنت مکرم نسیم احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 26 دسمبر 2002 پیدائشی احمدی ساکن محلہ محمود قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 مارچ 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ : کلیم احمد الامۃ : فہمیدہ نسیم گواہ : محمد دانش

مسل نمبر11716: میں بابو سرفراز احمد ولد مکرم بابو حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈرائیور تاریخ پیدائش 10 اپریل 1973 پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: ڈاکخانہ راجوری تحصیل و ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر مستقل پتہ: ڈاکخانہ دہری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ (1) جائیداد میں ایک گاڑی ذاتی استعمال کیلئے ہے جس کی قیمت 6 لاکھ روپے ہے۔ (2) والد صاحب کی طرف سے 3 کنال آبی رقبہ خسرہ نمبر 931 ہے۔ (3) والد صاحب کی طرف سے ملنے والا مکان جس میں 3 کمرے ایک رسوئی تین مرلہ پر مشتمل ہے جس کا خسرہ نمبر 921 ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 49100 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ : نبیل احمد بھٹی العبد : بابو سرفراز احمد گواہ : کامران باسط

مسل نمبر11717: میں ہبۃ الاعلیٰ زوجہ مکرم محمد وجیہ اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ ملازمت تاریخ پیدائش 20 جون 1992 پیدائشی احمدی ساکن 327 کلاسی پلیا روڈ بنگلور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک گولڈ سیٹ 21.828 گرام، ایک چین سیٹ 11.260 گرام، ایک جوڑی کان کی بالی 9.370 گرام، چوڑیاں 21.570 گرام، ایک گولڈ سیٹ 42.020 گرام، ایک بریسلیٹ 6.850 گرام، کان کی بالی ایک جوڑی 3.150 گرام۔ 11 انگوٹھیاں 18.000 گرام تمام زیورات 144.223 گرام 22 کیریٹ۔ حق مہر سات لاکھ روپے ہے اس میں سے اڑھائی لاکھ روپے کے زیورات ہیں جو کہ درج شدہ زیور کی تفصیل میں شامل ہیں۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 39000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ : محمد وجیہ اللہ الامۃ : ہبۃ الاعلیٰ گواہ : طارق احمد گلبرگی

......☆......☆......☆......

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھرا پردیس)

99633 83271 Pro. SK.Sultan 97014 62176
Oxygen Nursery
All kind of Plants are Available.
Rajahmundry
Kadiyapu lanka, E.G.dist.
Andhra Pradesh 533126.
#email. oxygennursery786@gmail.com
Love for All...Hatred for None

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان — Weekly BADAR Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 23 - May - 2024 Issue. 21

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

ابوسفیان نے زید سے کہا سچ کہو کیا تمہارا دل یہ نہیں چاہتا کہ اِسوقت تمہاری جگہ ہمارے ہاتھوں میں محمد (ﷺ) ہوتے جسے ہم قتل کرتے اور تم بچ جاتے

زید نے کہا ابوسفیان تم یہ کیا کہتے ہو! خدا کی قسم میں تو یہ بھی نہیں پسند کرتا کہ میرے بچنے کے عوض رسول اللہ ﷺ کے پاؤں میں ایک کانٹا تک چبھے

سریّہ رجیع اور صحابہ کرام کی جاں نثاری و موت سے بے خوفی کے واقعات کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17 رمئی 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سریہ رجیع کا ذکر ہو رہا تھا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ صفر چار ہجری میں اپنے دس صحابیوں کی ایک پارٹی تیار کی اور ان پر عاصم بن ثابت کو امیر مقرر فرمایا اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ خفیہ خفیہ مکہ کے قریب جا کر قریش کے حالات دریافت کریں اور ان کی کارروائیوں اور ارادوں سے آپ کو اطلاع دیں۔ لیکن ابھی یہ پارٹی روانہ نہیں ہوئی تھی کہ قبائل عضل اور قارہ کے چند لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے قبائل میں بہت سے آدمی اسلام کی طرف مائل ہیں آپ چند آدمی ہمارے ساتھ روانہ فرمائیں جو ہمیں مسلمان بنائیں اور اسلام کی تعلیم دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی یہ خواہش معلوم کر کے خوش ہوئے اور وہی پارٹی جو خبر رسانی کے لئے تیار کی گئی تھی ان کے ساتھ روانہ فرما دیا۔ لیکن دراصل جیسا کہ بعد میں معلوم ہوا یہ لوگ جھوٹے تھے اور بنولحیان کی انگیخت پر مدینہ میں آئے تھے جنہوں نے اپنے رئیس سفیان بن خالد کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے یہ چال چلی تھی کہ اس بہانہ سے مسلمان مدینہ سے نکلیں تو ان پر حملہ کر دیا جاوے اور بنولحیان نے اس خدمت کے معاوضہ میں عضل اور قارہ کے لوگوں کے لئے بہت سے اونٹ انعام کے طور پر مقرر کئے تھے۔ جب عضل اور قارہ کے یہ غدار لوگ عسفان اور مکہ کے درمیان پہنچے تو انہوں نے بنولحیان کو خفیہ خفیہ اطلاع بھجوا دی کہ مسلمان ہمارے ساتھ آرہے ہیں تم آجاؤ۔ جس پر قبیلہ بنولحیان کے دوسو نوجوان جن میں سے ایک سو تیرانداز تھے مسلمانوں کے تعاقب میں نکل کھڑے ہوئے اور مقام رجیع میں ان کو آدبایا۔ دس آدمی دوسو سپاہیوں کا کیا مقابلہ کر سکتے تھے لیکن مسلمانوں کو ہتھیار ڈالنے کی تعلیم نہیں دی گئی تھی۔ فوراً یہ صحابی ایک قریب کے ٹیلہ پر چڑھ کر مقابلہ کے واسطے تیار ہو گئے۔ کفار نے جن کے نزدیک دھوکا دینا کوئی معیوب فعل نہیں تھا ان کو آواز دی کہ تم پہاڑی پر سے نیچے اتر آؤ ہم تم سے پختہ عہد کرتے ہیں کہ تمہیں قتل نہیں کریں گے۔ عاصم نے جواب دیا کہ ہمیں تمہارے عہد و پیمان کا کوئی اعتبار نہیں ہے ہم تمہاری اس ذمہ داری پر نہیں اتر سکتے۔ اور پھر آسمان کی طرف منہ اٹھا کر کہا۔ اے خدا تو ہماری حالت کو دیکھ رہا ہے۔ اپنے رسول کو ہماری اس حالت سے اطلاع پہنچا دے۔ غرض عاصم اور اس کے ساتھیوں نے مقابلہ کیا بالآخر لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔

جب قریش مکہ کو یہ اطلاع ملی کہ جو لوگ بنولحیان کے ہاتھ سے رجیع میں شہید ہوئے تھے ان میں عاصم بن ثابت بھی تھے۔ تو چونکہ عاصم نے بدر کے موقع پر قریش کے ایک بڑے رئیس کو قتل کیا تھا اس لئے انہوں نے رجیع کی طرف خاص آدمی روانہ کئے اور ان آدمیوں کو تاکید کی کہ عاصم کا سر یا جسم کا کوئی عضو کاٹ کر اپنے ساتھ لائیں تا کہ انہیں تسلی ہو اور ان کا جذبہ انتقام تسکین پائے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جس شخص کو عاصم نے قتل کیا تھا اس کی ماں سلافہ بنت سعد نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ اپنے بیٹے کے قاتل کی کھوپڑی میں شراب ڈال کر پیئے گی اور اس نے یہ انعام مقرر کیا تھا کہ جو اس کی کھوپڑی لائے گا اس کو سو اونٹ دیئے جائیں گے۔ لیکن خدائی تصرف ایسا ہوا کہ یہ لوگ وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ زنبوروں اور شہد کی مکھیوں کے جھنڈ کے جھنڈ عاصم کی لاش پر ڈیرہ ڈالے بیٹھے ہیں اور کسی طرح وہاں سے اٹھنے میں نہیں آتے۔ ان لوگوں نے بڑی کوشش کی کہ یہ زنبور اور مکھیاں وہاں سے اڑ جائیں مگر کوئی کوشش کامیاب نہ ہوئی۔ آخر مجبور ہو کر یہ لوگ خائب و خاسر واپس لوٹ گئے۔ اس کے بعد جلد ہی بارش کا ایک طوفان آیا اور عاصم کی لاش کو وہاں سے بہا کر کہیں کا کہیں لے گیا۔ لکھا ہے کہ عاصم نے مسلمان ہونے پر یہ عہد کیا تھا کہ آئندہ وہ ہر قسم کی مشرکانہ چیز سے قطعی پرہیز کریں گے حتی کہ مشرک کے ساتھ چھوئیں گے بھی نہیں۔ حضرت عمر کو جب ان کی شہادت اور اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو کہنے لگے کہ خدا بھی اپنے بندوں کے جذبات کی کتنی پاسداری فرماتا ہے موت کے بعد بھی اس نے عاصم کے عہد کو پورا کیا اور مشرکین کے مس سے انہیں محفوظ رکھا۔

سات صحابہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ اب صرف تین صحابہ رہ گئے تھے حضرت خبیب بن عدی حضرت زید بن دسنہ اور حضرت عبداللہ بن طارق۔ دشمنوں نے ان تینوں صحابہ سے عہد و پیمان کیا کہ ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گے اور تمہیں امان دیتے ہیں۔ تم اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو۔ اس پر وہ صحابہ پہاڑی پر سے ان کی طرف اتر آئے۔ جب مخالفین نے ان صحابہ پر قابو پا لیا تو انہوں نے اپنی کمانوں کی تانتوں کو کھولا اور صحابہ کو ان سے باندھ دیا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن طارق نے کہا یہ پہلی بدعہدی ہے اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ ان شہید ہونے والوں کی اقتدا ہی مجھے پسند ہے۔ مخالفین نے زبردستی ان کو کھینچنا چاہا بہت کوشش کی کہ ساتھ چلیں لیکن عبداللہ بن طارق نے ایسا نہ کیا تو انہوں نے عبداللہ کو بھی شہید کر دیا۔ چونکہ اب ان کا انتقام پورا ہو چکا تھا وہ قریش کو خوش کرنے کے لئے نیز روپے کی لالچ سے خبیب اور زید کو ساتھ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے وہاں پہنچ کر انہیں قریش کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ چنانچہ خبیب کو تو حارث بن عامر بن نوفل کے لڑکوں نے خرید لیا کیونکہ خبیب نے بدر کی جنگ میں حارث کو قتل کیا تھا اور زید کو صفوان بن امیہ نے خرید لیا۔

صفوان بعد میں مسلمان ہو گیا تھا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کہتے ہیں کہ صفوان بن امیہ اپنے قیدی زید بن دثنہ کو ساتھ لے کر حرم سے باہر گیا۔ رؤوسائے قریش کا ایک مجمع ساتھ تھا۔ باہر پہنچ کر صفوان نے اپنے غلام نسطاس کو حکم دیا کہ زید کو قتل کر دو۔ نسطاس نے آگے بڑھ کر تلوار اٹھائی۔ اس وقت ابوسفیان بن حرب رئیس مکہ نے جو تماشائیوں میں موجود تھا آگے بڑھ کر زید سے کہا۔ سچ کہو کیا تمہارا دل یہ نہیں چاہتا کہ اس وقت تمہاری جگہ ہمارے ہاتھوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوتا جسے ہم قتل کرتے اور تم بچ جاتے اور اپنے اہل وعیال میں خوشی کے دن گزارتے؟ زید کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور غصہ میں بولے۔ ابوسفیان تم یہ کیا کہتے ہو۔ خدا کی قسم میں تو یہ بھی نہیں پسند کرتا کہ میرے بچنے کے عوض رسول اللہ کے پاؤں میں ایک کانٹا تک چبھے۔ ابوسفیان بے اختیار ہو کر بولا۔ واللہ میں نے کسی شخص کو کسی شخص کے ساتھ ایسی محبت کرتے نہیں دیکھا جیسی کہ اصحاب محمد کو محمد (ﷺ) سے ہے۔ اس کے بعد نسطاس نے زید کو شہید کر دیا۔

حضرت خبیب بن عدی کے قید کے واقعہ میں لکھا ہے کہ معاویہ، حجیر بن ایحاب کی آزاد کردہ لونڈی تھی، مکہ میں انہی کے گھر میں حضرت خبیب بن عدی قید تھے تا کہ حرمت والے مہینے ختم ہوں تو انہیں قتل کیا جا سکے۔ معاویہ نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا اور وہ اچھی مسلمان ثابت ہوئیں۔ معاویہ بعد میں یہ قصہ بیان کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کی قسم میں نے حضرت خبیب سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔ میں انہیں دروازے کے درز سے دیکھا کرتی تھی اور وہ زنجیر میں بندھے ہوتے تھے اور میرے علم میں روئے زمین پر کھانے کے لئے انگوروں کا ایک دانہ بھی نہ تھا یعنی اس علاقے میں کوئی انگور نہیں تھا لیکن حضرت خبیب کے ہاتھ میں آدمی کے سر کے برابر انگوروں کا گچھا ہوتا تھا جس میں سے وہ کھاتے تھے۔ وہ اللہ کے رزق کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ حضرت خبیب تہجد میں قرآن پڑھتے اور عورتیں وہ سن کر رو دیتیں اور انہیں حضرت خبیب پر رحم آتا۔ وہ بتاتی ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت خبیب سے پوچھا کہ اے خبیب کیا تمہاری کوئی ضرورت ہے تو انہوں نے جواب دیا نہیں۔ ہاں ایک بات ہے کہ مجھے ٹھنڈا پانی پلا دو اور مجھے کبھی وہ کھانا نہ دینا جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور تیسری بات یہ کہ جب لوگ میرے قتل کا ارادہ کریں تو مجھے بتا دینا۔ پھر جب حرمت والے مہینے گزر گئے اور لوگوں نے حضرت خبیب کے قتل پر اتفاق کر لیا تو کہتی ہیں کہ میں نے ان کے پاس جا کر انہیں یہ خبر دی۔ کہتی ہیں کہ اللہ کی قسم انہوں نے اپنے قتل کئے جانے کی کوئی پروا نہیں کی۔ انہوں نے مجھ سے کہا میرے پاس استرہ بھیج دو تا کہ میں اپنے آپ کو درست کر لوں۔ وہ بتاتی ہیں کہ میں نے اپنے بیٹے ابوحسین کے ہاتھ استرہ بھیجا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ ان کا حقیقی بیٹا نہ تھا بلکہ معاویہ نے اس کی صرف پرورش کی تھی۔ بہرحال جب بچہ چلا گیا تو کہتی ہیں کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اللہ کی قسم خبیب نے اپنا انتقام پا لیا۔ اب میرا بیٹا اس کے پاس ہے استرہ اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ تو انتقام لے لے گا۔ یہ میں نے کیا کر دیا۔ میں نے اس بچے کے ہاتھ استرہ بھیج دیا۔ خبیب اس بچے کو استرے سے قتل کر دے گا اور پھر کہے گا کہ مرد کے بدلے مرد۔ میں نے تو بدلہ لے لیا۔ پھر جب میرا بیٹا ان کے پاس استرہ لے کر پہنچا تو انہوں نے وہ لیتے ہوئے مزاحاً اس بچے کو کہا کہ تو بڑا بہادر ہے۔ کیا تمہاری ماں کو میری غداری کا خوف نہیں آیا اور تمہارے ہاتھ میں میرے پاس استرہ بھجوا دیا جبکہ تم لوگ میرے قتل کا ارادہ بھی کر چکے ہو۔ حضرت معاویہ بیان کرتی ہیں کہ خبیب کی یہ باتیں میں سن رہی تھی میں نے کہا اے خبیب میں اللہ کے ایمان کی وجہ سے تم سے بے خوف رہی اور میں نے تمہارے محبوب پر بھروسہ کر کے اس بچے کے ہاتھ تمہارے پاس استرہ بھجوا دیا۔ میں نے وہ اس لئے نہیں بھجوایا کہ تم اس سے میرے بیٹے کو قتل کر ڈالو۔ حضرت خبیب نے کہا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ اس کو قتل کر دوں۔ ہم اپنے دین میں غداری جائز نہیں سمجھتے۔ وہ بتاتی ہیں کہ پھر میں نے خبیب کو خبر دی کہ لوگ کل صبح تمہیں یہاں سے نکال کر قتل کرنے والے ہیں۔ پھر یہ ہوا کہ اگلے دن لوگ انہیں زنجیروں میں جکڑے ہوئے تنعیم لے گئے یہ مکہ کے قریب تین میل کے فاصلہ پر جگہ تھی۔ خبیب کے قتل کا تماشا دیکھنے کے لئے بچے عورتیں غلام اور مکہ کے بہت سارے لوگ وہاں پہنچے۔ ہر ایک جو انتقام چاہتا تھا وہ ان کو دیکھنے کے لئے گیا۔ یعنی اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کے لئے اور جنہوں نے انتقام نہیں لینا تھا اور جو اسلام اور مسلمانوں کے مخالف تھے وہ مخالفت کا اظہار کرنے اور خوش ہونے کے لئے وہاں گئے تھے کہ دیکھیں کس طرح اس کا قتل کیا جاتا ہے۔ خبیب بولے کیا مجھے دو رکعت پڑھنے کی مہلت مل سکتی ہے۔ لوگ بولے کہ ہاں۔ حضرت خبیب نے دو نفل اختصار کے ساتھ ادا کئے اس لئے کہ کہیں دشمن کو یہ خیال نہ ہو کہ میں شاید موت سے بچنے کے لئے لمبی نماز پڑھ رہا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: بہرحال یہ ان لوگوں کی قربانیاں تھیں اور موت سے بے خوفی تھی۔ اسلام کی خاطر جان دینے کے لئے ہر وقت تیار رہنے والے تھے یہ صحابہ۔ اسی سریہ کا ذکر ابھی مزید بھی ہے جو انشاء اللہ آئندہ بیان کر دوں گا۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad